Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۳ — ۲۸ - ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ — ۵ - مارچ ۱۹۳۵ء — جلد ۳۴

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

زار روس کی حالت زار نمبر ۳	۷۷/۹۲	چوہدری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب افریقہ
قرآن مجید کے آیات و سور کے باہمی ربط و نظم پر نظر نمبر ۱۰	۹۳/۱۰۰	مولانا عبد اللطیف صاحب خانپوری
مدارج قرآن و حدیث کے متعلق اہل حدیث کا عقیدہ	۱۰۱/۱۰۶	مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل
المقتبسات پیغام حق - مغلوں میں اسلام - دوائیوں کا زیادہ استعمال غیر مسلم مفکرین حال کی آراء	۱۰۷/۱۱۶	ماخوذ

اندرون ہند سے تین روپے سالانہ — مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے عہ — بیرون ہند سے تین روپے ۸ر سالانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخدمت جملہ معتمدین و امراء جماعتہائے احمدیہ

برادران کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، میں آپکی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں جو حضورؑ نے ریویو آف ریلیجنز کے متعلق ان ایام میں فرمائی جب جماعت کی تعداد چالیس پچاس ہزار تھی۔ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کر کے دُنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسرِ صلیب کے نام سے یاد کیا گیا پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہی اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمھارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمّت کرو۔ خدا تمھارے دل میں القا کرے کہ یہی وقت ہمّت کا ہے۔"

اب خیال فرمائیے کہ جب ان ایام میں جماعت احمدیہ کا فرض ملّی تھا کہ ریویو کیلئے کم از کم دس ہزار خریدار بہم پہنچائیں تو اب جبکہ جماعت کے افراد کی تعداد بفضلہ کئی لاکھ ہے۔ کیا ہمارے لئے یہ غور کی بات نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی تعداد چند سو ہو۔ اور ایک ہزار بھی نہ ہو۔ پس میں آپسے باصرار مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں سعی بلیغ فرما کر ایک مہینے کے اندر اندر پانسو مزید مہیا فرمائیں تا کہ اُردو ریویو آف ریلیجنز کا خرچ طباعت چل سکے ورنہ رسالہ کا جاری رہنا جبکہ اس پر ڈھائی ہزار قرض ہے آئندہ محال ہو جائیگا۔

ہر مقام پر سعی کر کے خریدار بنائے جائیں۔ اور مجھے براہ راست درخواستیں بھجوائیں۔

مصباح کی اشاعت کے لئے بھی اپنے گھروں میں کوشش فرمائیں

خاکسار

مینیجر و ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

زارِ رُوس کی حالتِ زار

(نمبر ۳)

(فروری سے آگے)

زار کی تخت سے دست برداری

زار کی معزولی کے تفصیلی اور صحیح حالات آج تک پردۂ راز میں تھے۔ اور اکثروں نے قیاس سے کام لیا تھا۔ مگر اب جرنیل لیوکومسکی نے جو کہ اُن دنوں ہیڈ کوارٹر میں کوارٹر ماسٹر جنرل تھا۔ جو حالات شائع کروائے ہیں ان سے معزولی کے واقعات پر صحیح روشنی پڑی ہے۔ اور اس نے بیان کیا ہے۔ کہ معزولی میں زیادہ تر دخل فوج کا تھا۔ جس کے تفصیلی حالات یہ ہیں:۔

مزدُوروں کی ہڑتال فروری ۱۹۱۷ء میں جرنیل الیکسیف نے بیماری سے صحت یاب ہو کر کریمیہ سے واپس آکر دوبارہ چارج لے لیا۔ ۱۰ مارچ کو وزیر جنگ نے دارالخلافہ سے ہیڈ کوارٹر کو تار دیا کہ پیٹروگراڈ میں مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ کیونکہ روٹی کی سخت قلت ہے۔ مگر ساتھ ہی لکھ دیا۔ کہ بات معمولی ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جلد ہڑتال کو دبا دیا جائے۔ اور امید ہے جلد حالات پر قابو پا لیا جائیگا۔ اس کا زار نے جواب دیا۔ کہ سختی سے ہڑتال کو دباؤ۔

اس کے بعد دوسرا تار پھر آیا۔ کہ مزدور علانیہ طور پر باغیانہ ترانے گلیوں میں گا رہے ہیں۔ اور سُرخ جھنڈوں کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ فوج جو کہ شورش کو فرو کرنے کے لئے ارسال کی گئی تھی۔ اس نے گولی چلانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور کہدیا ہے کہ ہم اپنے بھائی بندوں (مزدوروں) کو ہلاک کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ اور سپاہی ہڑتالیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ لوگ سب قابو سے باہر ہو گئے ہیں۔ اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مزید کمک ارسال کی جائے۔ مگر زار نے جواب دیا کہ اور سختی کرو۔ اور مزید کمک ارسال کر دی۔

فوج کی بغاوت

پھر صدر ڈوما کا تار آیا۔ کہ دار الحکومت کی فوج بھی باغی ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنے افسروں کو قید کر دیا ہے۔ اور سپاہی کھلے طور پر باغیوں کے ساتھ جا ملے ہیں اس لئے زیادہ وفادار فوجی دستہ ارسال کیا جائے۔ جرنیل الیکسیف نے بادشاہ کو رپورٹ دی۔ اور ساتھ ہی شمالی اور مغربی محاذِ جنگ کے کمانڈروں کو تار دیدیا۔ کہ جلد فوج دار الحکومت کو روانہ کر دیجائے۔

صدر اسمبلی نے پھر زار کو تار دیا۔ کہ حالات زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔ اور بغاوت ہر لمحہ بڑھ رہی ہے۔ اور اس کو فرو کرنے کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ کہ ساری کیبنٹ۔ (وزراء کی کونسل) کو برخاست کر دیا جائے۔ اور اس کی جگہ ان لوگوں کا تقرر ہو۔ جن پر رعایا کو اعتماد ہو۔ جرنیل یہ تار زار کے پاس لے گیا۔ مگر زار نے نہایت لاپرواہی سے ایجوٹنٹ جرنل کو حکم دے دیا۔ کہ مزید فوج ارسال کر دو۔ اور زیادہ سختی سے کام لو۔ ہوشیار جرنیل نے فوج کا دستہ تیار تو کر دیا۔ مگر اس کو روانہ نہ کیا۔ اس کو معلوم تھا کہ مزید فوج باغیوں کی تقویت کا ہی موجب ہو گی۔ کیونکہ فوج یہاں سے روانہ ہو کر وہاں جا کر باغیوں سے جا ملتی تھی۔ شہزادہ مائیکل (زار کا چھوٹا بھائی) نے بھی تار دیا۔ کہ حالات بہت نازک ہو گئے ہیں۔ زار کو کہدو کہ وزراء کی کونسل کو برخاست کر دے۔ مگر زار نے جواب دیا۔ "میں بہتر جانتا ہوں۔ کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہیئے۔" شہزادے نے پھر تار دیا کہ بہتر ہو کہ ڈوما (اسمبلی) کے صدر کو وزیر اعظم بنا دیا جائے۔ لوگ اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ بیچارا جرنیل پھر زار کے پاس گیا۔ مگر زار اس دفعہ اس کو خفا ہوا۔ اور شہزادہ (جو کہ وزراء کی کمیٹی کا صدر تھا) کی تار پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور جرنیل کے ساتھ اس کے متعلق گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ جرنیل الیکسیف کو تو ۱۰۲ درجے کا بخار تھا۔ وہ اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔ اتنے میں زار خود سٹاف آفس میں آگیا۔ اور نیلے رنگ کے کاغذ پر پنسل سے

زار کا تباہ کن آخری تار

لکھا ہوا ایک تار لایا۔ کہ یہ ابھی ارسال کر دو۔ تار اس شہزادہ کی طرف تھا جو وزراء کی کمیٹی کا صدر تھا۔ اور اس میں لکھا تھا۔ کہ "کیبنٹ میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔ بغاوت کو زیادہ سخت ذرائع سے روکو۔ تم کو سارے علاقہ پر انتظامی اختیارات دیتا ہوں" کوارٹر ماسٹر نے تار کے تباہ کن الفاظ پڑھ کر جنرل الیکسیف سے پھر عرض کیا۔ کہ زار سے عرض کرو کہ یہ تار نہ بھیجے۔ مگر زار نے اپنا فیصلہ بدلنے سے انکار کر دیا اور کہدیا کہ یہ "میرا آخری فیصلہ ہے۔" آخر وہ مہلک تار دیدیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد زار ایک گھنٹہ کے قریب بیوی سے فون پر باتیں کرتا رہا۔ دار الحکومت سے تار پر تار آ رہا تھا۔ کہ بغاوت شدت سے پھیل گئی ہے۔ اور حالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفادار افسروں کا قتل

قابو سے باہر نکل گئے ہیں۔ باغی اور فوجی سپاہی افسروں اور وزراء کو قتل کر رہے ہیں۔ اور وفادار افسروں کے لئے اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو حلف وفاداری کا احترام کرتے ہوئے جان دیدیں۔ یا پھر باغیوں کے ساتھ مل جائیں۔ ۱۲ مارچ رات کے ۹ بجے زار نے حکم دیا۔ کہ شاہی ٹرین تیار کی جائے۔ میں اپنے محل زار سکو سیلو کو واپس جانا

زار کی ٹرین میں محل کو واپسی

چاہتا ہوں۔ کوارٹر ماسٹر نے عرض کیا۔ کہ آپ صبح ۶ بجے سے قبل روانہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ لائن کو صاف رکھنے اور دیگر ضروری انتظامات کے متعلق مجھ کو تار دیتے ہونگے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی مشورہ دیا۔ کہ میری رائے میں آپکا اس حالت میں دار الحکومت کی طرف جانا خطرناک ہوگا۔ اگر آپکو راستہ میں روک لیا گیا۔ تو پھر آپ کا تعلق ہیڈ کوارٹر اور محل دونو سے منقطع ہو جائیگا۔ اور ہم امداد نہ کر سکینگے۔ مگر زار نے اپنا فیصلہ بدلنے سے انکار کر دیا۔ کوارٹر ماسٹر نے فوجی محکمہ نقل و حرکت کے آفیسر کو فون کر دیا کہ لائن کو صاف رکھا جائے۔ اور دیگر ضروری ہدایات شاہی سفر کے متعلق دیکر پھر بچارا جرنیل الیکسیف کے پاس گیا۔ جو کہ بیمار تھا اور سو رہا تھا۔ اور اس کو جگا کر عرض کیا۔ کہ بادشاہ کے پاس پھر ایک دفعہ جا کر عرض کرو۔ کہ سفر ملتوی کر دیں۔ اور اگر وہ بجائے شاہی محل زار سکو سیلو کی طرف جانے کے اپنی خاص فوج کے پاس رہیں۔ جس میں کاسکوں کی وفادار ذاتی گارد بھی ہے تو یہ زیادہ محفوظ ہوگا۔ آخر بادل ناخواستہ بیمار جرنیل پھر آدھی رات کے وقت زار کے پاس گیا۔ مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور کہا کہ میں نے آج ہی ونٹر محل کو جانا ہے۔ میرا دل سخت اداس ہے۔ میں جلد بیوی اور بچوں کو ملنا چاہتا ہوں۔ آخر گاڑی تیار ہو گئی۔ اور وہ رات کے ایک بجے ٹرین میں سوار ہو گیا۔ جو کہ صبح ۶ بجے روانہ ہوئی۔ (۱۳ مارچ ۱۹۱۷ء کو)

۱۳ مارچ کی صبح کو پھر صدر کا تار آیا۔ کہ "بغاوت پورے زور پر ہے اور حالات قابو سے نکل رہے ہیں۔ گورنمنٹ معطل ہو گئی ہے۔ آفیسروں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اور مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی ایک کمیٹی بنالی گئی ہے۔" ادھر زار کی شاہی ٹرین جب (Dno) ڈونو کے مقام پر پہنچی تو مزدوروں نے گاڑی کو روک لیا۔ اور عذر یہ کیا۔ کہ آگے

شاہی ٹرین کا روکا جانا

پل ٹوٹا ہوا ہے اس لئے خطرہ ہے۔ زار نے ضد نہ کی اور کہا کہ میری گاڑی کو بولوگ کے راستے نکولس لائن پر منتقل کر دو۔ (یہ دوسرا راستہ تھا) مگر کارکنوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب زار کے لئے عجیب معمہ درپیش تھا۔ اس کا تعلق ہیڈ کوارٹر سے منقطع ہو چکا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ کوئی تارگھر نزدیک نہ تھا۔ شاہی محل کی طرف روانہ ہونے میں مزدور مزاحم تھے۔ کوئی مشیر پاس نہ تھا۔ بیوی سے بھی مشورہ نہ لے سکتا تھا۔ آخر اس کے دل نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ مَیں سکو کے مقام کی طرف چلا جاؤں۔

زار کا جرنیل رسکی کے پاس جانا

یہ جرنیل رسکی کا ہیڈکوارٹر تھا۔ جس پر اس کو بہت اعتماد تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ اس وقت زار کی عقل بالکل ماری گئی۔ اور وہ بجائے فوجی ہیڈکوارٹر کی طرف جانے کے جہاں غیر ممالک کے فوجی سفیر موجود تھے۔ اور فرمانبردار فوج بھی کافی تھی۔ جو اس کی حفاظت کر سکتے تھے۔ جرنیل رسکی کے پاس چلا گیا۔ جو شمالی محاذِ جنگ پر متعین تھا۔ جس کی دو وجوہات تھیں۔ اوّل تو اس کو جرنیل الیکسی (جو ہیڈکوارٹر میں چیف آف سٹاف تھا) پر اعتماد نہ تھا۔ دوسرے وہ چاہتا تھا کہ ایسے مقام پر رہے جو زار سکو سیلو (محل) سے قریب تر ہو۔ تاکہ بیوی سے مشورہ لے سکے۔ مگر بعض کہتے ہیں۔ کہ زار اپنی مرضی سے سکو (Pskov) نہیں گیا تھا۔ بلکہ اس کو مجبور کیا گیا تھا۔ کہ ملٹری ہیڈکوارٹر کی طرف واپس نہ جائے۔ تاکہ مشرقی محاذ پر متعین فوج اس کو معزولی پر مجبور کر سکے۔ کیونکہ معزولی کے متعلق تمام کوشش فوج کی طرف سے ہو رہی تھی۔ الغرض زار ۱۴ کی شام کو سکو پہنچ گیا۔ ادھر دار الخلافہ میں حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ سول پولیس کو باغیوں کے شوریدہ سَر ہجوم نے مار دیا۔ بعد میں فوجی پولیس اور جیل کے

پولیس اور قیدیوں کی بغاوت

قیدی بھی بھاگ کر باغیوں سے جا ملے۔ اور بغاوت کی لہر ماسکو میں بھی پھیل گئی۔ اور بڑے زور سے زار کی تخت سے دست برداری کا سوال اُٹھنے لگا۔ اب وفادار رعایا اور افسروں کی جان بچانے کی ایک ہی صورت تھی۔ کہ زار فوراً دست بردار ہو جائے۔ ورنہ سخت کشت و خون۔ سول جنگ۔ بدامنی۔ اور جرمنی سے الگ صلح کر لینے کا خطرہ تھا۔

صدر اسمبلی نے پھر تار دیا کہ اب دار الحکومت کو فوج مت ارسال کرو۔ کیونکہ فوجی سپاہی بجائے بغاوت فرو کرنے کے باغیوں کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر شروع میں حکمتِ عملی سے کام لیا جاتا تو شاید بغاوت جلد فرو ہو جاتی۔ مگر یہ کوشش بہت مہنگی پڑتی۔ کیونکہ بغاوت کو فرو کرنے میں خون کے دریا بہ جاتے۔ اور رُوس کو جرمنی کے ساتھ الگ صلح کر لینی پڑتی۔ جو کہ اتحادیوں کے ساتھ سخت غدّاری تھی۔ جس کو اتحادی کبھی معاف نہ کرتے۔ اور رُوسی زار کو کبھی معاف نہ کرتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باغی حکومت کے وفد کی آمد

۱۴ مارچ کو اسمبلی (ڈوما) کا ایک وفد زار کے پاس سکو میں پہنچا۔ اور ساری کیفیت گوش گذار کردی۔ اور کہا کہ بغاوت کو فرو کرنے کی اب ایک ہی صورت باقی ہے اور وہ یہ کہ آپ تخت سے دست بردار ہو کر ولیعہد کو ریجنسی قائم کر کے تخت پر بٹھا دیں۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی شہزادہ مائیکل کو ایجنٹ مقرر کردیا جائے۔ جرنیل رسکی سے مشورہ کیا گیا۔ اور وہ متفق تھا۔ پھر اس نے مزید اطمینان کے لئے تمام کمانڈروں کو تار دیکر مشورہ لیا۔ سب نے زار کی معزولی کے ساتھ اتفاق ظاہر کیا۔ اور چیف آف سٹاف نے تمام تاریں جرنیل رسکی کے پاس ارسال کردیں۔ جن کو اس نے زار کی خدمت میں پیش کردیا۔ تاروں کو دیکھ کر ۱۴ کی رات کو زار نے جرنیل رسکی کو حکم دیا۔ کہ میری معزولی کے متعلق شاہی اعلان تیار کیا جائے۔ جرنیل نے

زار کی معزولی

فوراً جرنیل الیکسی کو تار دیا۔ کہ معزولی کا اعلان ملک کے قوانین کے مطابق باضابطہ تیار کر کے ارسال کردو۔ چنانچہ اعلان ۱۵ کی صبح کو ارسال کردیا گیا۔ جس پر زار نے دستخط کردیئے۔ اور اس امر کی اطلاع ڈوما کے صدر کو دارالحکومت میں کردی گئی جس سے لوگ مطمئن ہو گئے۔ زار نے معزولی کے اعلان پر دستخط کر کے دریافت کیا۔ کہ کیا مجھے اپنے اہل و عیال کے ساتھ کریمیہ میں باقی عمر بسر کرنے کی اجازت دی جائیگی۔ اس پر وفد کے لیڈر اور باغیوں کے سرغنہ گشکو نے جواب دیا۔ کہ ایسی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ تم کو روس سے جلاوطن ہونا پڑیگا۔ زار نے عرض کیا۔ کہ کیا مجھے اپنے بچے کو بھی ساتھ لیجانے کی اجازت دی جائیگی۔ باغی سرغنہ نے جواب دیا۔ "نہیں۔ اس کو ریجنٹ کے ساتھ روس میں رہنا ہوگا۔ زار نے کہا مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا۔ میں ولیعہد کو ہرگز جدا نہ کرونگا۔ اس کے بعد زار نے شاہی طبیب سے اپنے بچے کی صحت کے متعلق مشورہ کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ بچے کی زندگی ہر لحظہ خطرے میں ہے۔ آخر زار نے سوچ کر

ولیعہد کی معزولی

فیصلہ کیا۔ کہ میں اپنے بچے کو بھی تخت سے معزول کرتا ہوں۔ اور تخت کا وارث اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ مائیکل کو مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ شاہی اعلان میں دوبارہ ترمیم کی گئی اور زار نے دستخط کردیئے۔ اس کے علاوہ باغیوں کے لیڈر نے یہ بھی کہا۔ کہ ایک اور فرمان پر دستخط کردو۔ جس میں یہ اعلان ہو۔ کہ میں سابق وزراء کی کونسل کو برخواست کرتا ہوں۔ اور شہزادہ لواؤ کو وزراء کی کمیٹی کا صدر منتخب کر کے۔ اپنے چچا گرینڈ ڈیوک نکولس کو دوبارہ کمانڈر انچیف افواج مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ زار نے جس طرح کہا گیا تھا۔ بلاچون وچرا دستخط ثبت کردیئے۔ اور تمام کاغذات خاص ہرکارے کے ذریعے مرکز میں بھیجدیئے گئے۔ غرضیکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس طرح زار نے اپنے ہاتھ سے نہ صرف اپنا بلکہ زاروں کے خاندان کا بھی خاتمہ کر دیا۔ کیونکہ بعد میں زار کے بھائی شہزادہ مائیکل نے بھی تخت کا وارث بننے سے انکار کر دیا۔ وہ کہتا تھا کہ مَیں زار کے کہنے پر تخت کا مالک کس طرح ہو سکتا ہوں وہ تو اب بے دخل ہے۔ اگر لوگ مجھ کو تخت پیش کریں۔ تو مَیں قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اس کے بعد شہزادہ لواؔڈ کے ہاتھ میں حکومت دی گئی۔ اور آخر جب کرنسکی کو جمہوریت کا صدر مقرر کیا گیا۔ تو زاروں کا تعلق ہمیشہ کیلئے رُوس کے تخت سے منقطع ہو گیا۔

زار کی شاہی محل میں نظر بندی

۱۶ر مارچ کو بادشاہ کو واپس ملٹری ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا۔ اور زار اپنی والدہ ملکہ میرؔی کو ملا۔ جہاں وہ ۵ دن یعنی ۲۱ر مارچ تک رہے۔ اور وہاں سے زار کو قیدی کی حیثیت میں فوجی پہرہ کی زیر نگرانی باغی حکومت کے نمائندوں کے ساتھ واپس زارسکوسیلو محل میں لایا گیا۔ واپس آنے سے قبل جرنیل الیکسی چیف آف سٹاف نے باغی سرغنہ سے عدہ لے لیا کہ سابق زار کو مع اہل و عیال حفاظت کے ساتھ ملک سے ہجرت کرنے کی اجازت دیدی جائیگی۔ مگر خدا کی قدرت بد قسمتی سے ان دنوں تمام بچے خسرہ سے بیمار تھے۔ اور قرنطینہ کی گاڑی کی وجہ سے سفر نہ کر سکتے تھے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ یہ تو محض بہانہ تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ باغی زار اور زارینہ کے خون کے پیاسے تھے۔ اگر بچے بیمار نہ ہوتے تو بھی زار کو انہوں نے نکلنے نہ دینا تھا۔ چنانچہ باغی حکومت نے اپنے تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر سارے شاہی خاندان کو سائبیریا میں جلا وطن کرنے کا فیصلہ دیدیا۔ اور بہانہ یہ بنایا کہ یہاں پر انکی جان کا خطرہ ہے وہاں سائبیریا میں وہ محفوظ جگہ پر رہ سکینگے۔ مگر دُور بین نگاہ رکھنے والوں نے بھانپ لیا۔ کہ یہ زار کو ہماری آنکھوں سے اوجھل کر کے مارنا چاہتے ہیں۔ تا کہ شورش نہ پیدا ہو۔ زار کی خواہش تھی کہ زارینہ اور بچے کریمیہ چلے جائیں۔ مگر زارینہ خاوند سے جدا نہ ہونا چاہتی تھی۔ اس کو ابھی تک یہ غلط فہمی یا خوش فہمی تھی کہ زار کے اختیارات باقی ہیں۔ اور شاید میری عدم موجودگی میں باغی لوگ زار سے حکومت یا جرمنی سے صلح کے متعلق کوئی ایسی بات منوالیں جو ہمارے اختیارات کو کم کرنے والی ہو۔ مگر اس نادان کو معلوم نہ تھا۔ کہ زار اب ایک قیدی ہے نہ کہ مطلق العنان بادشاہ۔

زار کا جذبۂ انتقام

کرینسکی نے زار کو کہا۔ کہ میرا ارادہ ہے کہ باغیوں کو سزائے موت معاف کر دوں۔ تا کہ وہ آپ کی جان بخشی کر دیں۔ مگر زار نے اس کو پسند نہ کیا۔ اس کے دل میں انتقام کا جذبہ اس حد تک موجزن تھا کہ اپنی جان کی بھی پروا نہ کرے۔ کرینسکی کو کہا۔ کہ یہ لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے شک پھر مجھے قتل کر دیں۔ مَیں خوشی سے رُوس کے لئے جان دینے کو تیار ہوں۔ مگر تم ان باغیوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ بعد میں جب بالشویکوں کے ہاتھ میں حکومت آگئی تو انہوں نے زار کو شاہی محل سے ٹوبالک جیل میں منتقل کر دیا۔ تا باغی زار کو قتل نہ کر سکیں۔ زار کے بچوں کو (۴ لڑکیاں اور ایک لڑکا) اجازت

بچوں کا والدہ سے جدا ہونے سے انکار

دی گئی کہ دادی کے پاس کریمیہ میں رہو۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور والدہ کے ساتھ جیل میں جانا قبول کر لیا۔ بدقسمت زارینہ کو جوان لڑکیوں کی عصمت دری دیکھنی مقدّر تھی۔ ورنہ لڑکیاں دادی کے پاس ہی رہ پڑتیں تو کیا حرج تھا۔ زار چونکہ کنگ جارج پنجم کا رشتہ دار تھا۔ اس لئے طبعاً اس کو ہمدردی تھی۔ چنانچہ برٹش گورنمنٹ نے لکھا کہ زار کو ہم انگلستان میں پناہ دینے کو تیار ہیں۔ سب امور طے ہو گئے۔ اور اخراجات وغیرہ کا سوال بھی حل ہو گیا۔ مگر آخر کرینسکی نے عذر کر دیا۔ کہ اوّل تو زار کو یہاں بھی کوئی خطرہ نہیں۔ دوسرے اگر ہم اجازت دے بھی دیں تو راستے میں خطرہ ہے کہ مزدور لوگ ریل کی پٹڑی کو اُکھیڑ کر گاڑی کو اُلٹا دینگے۔ اس لئے یہ تجویز بھی عملی جامہ نہ پہن سکی۔ جب تک زار شاہی محل میں قید تھا اس کو چنداں تکلیف نہ تھی۔ معمولی کھیتی باڑی کا کام اس سے لیا جاتا تھا۔ (جیسا کہ فوٹو میں دکھایا گیا ہے جو انگریزی ریویو میں چھپ چکا ہے) جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ عنانِ حکومت شاہی خاندان کے ایک فرد شہزادہ لوآو کے ہاتھ میں تھی۔ مگر زار کی قسمت میں ذلّت اور موت لکھی تھی۔ اس لئے جلد جلد سیاسی فضا بدلتی گئی۔ اور ذلّت کے سامان جمع ہوتے گئے

زار کی اتحادیوں کی مدد سے مایوسی

۲۱ مارچ کو زار کو قید کر کے زار سکو سیلو لایا گیا۔ اور ۲۲ کو امریکہ نے باغی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ تاہم زار کو اتحادیوں کی امداد پر بھروسہ تھا جن کیلئے وہ لڑ رہا تھا۔ مگر جب ۲۴ مارچ کو انگلستان اور فرانس نے بھی باغی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ تو زار کی سب امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ادھر جولائی میں حکومت کرینسکی کے ہاتھ آگئی۔ جس کو زار سے ہمدردی نہ تھی۔ اور اس دن سے زار کیلئے دُکھ درد۔ ذلّت اور موت کے سامان شروع ہو گئے۔ اور قید میں سختیاں شروع ہو گئیں۔ اس کے بعد ۷ نومبر کو بالشویکوں نے بغاوت کر کے کرنسکی کی حکومت کو بے دخل کر دیا۔ اور زار کو مختلف جیلوں میں پھرایا گیا۔ اور بُری طرح ذلیل کیا گیا۔

زار ٹوبالک کی جیل میں

بالشویکوں نے زار کو ٹوبالک کے جیل میں بھیجنے کا فیصلہ کر دیا۔ جو کہ ماسکو سے ۱½ ہزار میل دُور تھا۔ اور ۸ دن کا لمبا سفر تھا۔ ۴ دن ریل گاڑی میں اور ۴ دن جہاز میں گذارنے تھے۔ جب شاہی محل سے جانے کی تیاری ہوئی تو زار اور زارینہ اور بچے سب چشم پُرنم تھے۔ گاڑی دن رات چلتی رہتی تھی۔ صرف ایک گھنٹہ کیلئے ٹھہرائی جاتی تاکہ بچے ذرا ٹہل پھر لیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر ٹوبالک جیل میں پہنچ گئے۔ مکان معمولی اور تنگ تھا۔ نہ اس میں کوئی فرنیچر تھا نہ کوئی تفریح کا سامان۔ یوں بھی جگہ نمی والی تھی۔ زار کو گرجا میں عبادت کرنے اور تاش کھیلنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ یہ جگہ ریلوے سٹیشن سے دور اور محفوظ تھی۔ کیونکہ یہاں تاتاری کسان آباد تھے۔ جن کو بغاوت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ زار کا نگران کرنل جب واپس جانے لگا تو اس کو زار نے کہا کہ میں روس کی آزادی کیلئے جان تک دیدونگا۔ اور کرنل کا بیان ہے کہ زار نے یہ بات خیر خواہی کے جذبہ سے کہی تھی گو وہ غلطی خوردہ تھا۔ زار کو وطن اور ملک سے محبت تھی۔ مگر زارینہ اس کو غلط راستہ پر چلاتی رہی۔

اس جگہ زار کو قسم قسم کی جسمانی تکلیفوں۔ ذہنی عذابوں دکھوں اور ذلت کا سامنا ہوا۔ اس نے ان سب مشکلات کو نہایت صبر سے جھیلا۔ مگر اس ذلت کے باوجود وہ ابھی تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ حکومت کے معاملہ میں اس کا بھی کچھ دخل باقی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ٹوبالک میں ایک دن بالشیوک کمشنر کو حکم ملا کہ زار کو دوسرے جیل میں منتقل کردو۔ گارد کے انچارج کرنیل نے زار کو کہا کہ غالباً آپکو واپس ماسکو میں لیجایا جائیگا۔ تو زار نے سر کو جنبش دیکر کہا۔ میں خوب جانتا ہوں۔ مجھ کو کیوں ماسکو بلایا جارہا ہے اس لئے بالشویک چاہتے ہیں کہ میں کسی طرح برسٹ لٹاک (Brest - Litousk) کے عہدنامہ پر دستخط ثبت کردوں۔ مگر میں ایسا ہرگز نہ کرونگا۔ زارینہ نے بھی پاس سے جواب دیا کہ میں زار کو ہرگز اکیلے ماسکو نہ جانے دونگی میں ضرور ساتھ جاؤنگی۔ ورنہ یہ لوگ میری غیر حاضری میں زار سے جو چاہینگے لکھوا لینگے جیسا کہ پہلے ایک دفعہ غلطی ہو چکی ہے۔ (اس کا اشارہ معزولی کی طرف تھا)۔ واضح ہو کہ یہ عہدنامہ وہ تھا جس کی رو سے تجویز تھی کہ جرمنی سے الگ صلح کرلیجائے۔ جو اتحادیوں کے ساتھ غداری تھی۔ مگر زار نے باوجود کئی طرح کی اخلاقی کمزوریوں کے اتحادیوں سے غداری نہ کی۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو جرمنی سے الگ صلح کرکے اپنی جان بچا سکتا تھا۔ اور قیصر جرمن اس بات پر آمادہ بھی تھا۔ مگر زار نے غداری نہ کی۔ اس مقام تک ولیعہد کا اتالیق بھی ساتھ تھا۔ نیز ایک ڈاکٹر بھی موجود تھا۔ مسٹر گلی ارڈ جو فرانسیسی قوم سے تھا۔ اس نے جیل کی تکالیف اور ذلت کے مفصل حالات لکھے ہیں (جو بوجہ فرانسیسی زبان میں ہونے کے بندہ پڑھ نہیں سکا) جیلخانہ میں زار بچے کو باقاعدہ تعلیم دیتا رہا۔ اور اسکو تاریخ اور روسی لٹریچر وغیرہ پڑھاتا رہا۔ شاید اسکو امید تھی کہ کسی دن ہم پھر تخت کے وارث ہو جاینگے۔ زار گرجا بھی باقاعدہ جاتا تھا۔ اور بڑی تضرع اور عاجزی سے خدا کے حضور دعائیں مانگا کرتا تھا۔ مگر افسوس اسکے "خداوند" نے اسکی مصیبت میں مدد نہ کی۔ مسٹر گلی ارڈ لکھتا ہے۔ کہ جب زار سنتا تھا کہ بالشویکوں نے فوج کے اخلاق تباہ کردیئے ہیں تو وہ افسوس کرتا تھا۔ کہ میں نے تخت سے دست بردار ہونے میں غلطی کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایکٹرنبرگ کی جیل میں زار کی ذلّت اور موت

۱۹۱۸ء کے شروع میں بالشویکوں نے زار کو ٹوبالک سے ایکٹرنبرگ میں منتقل کر دیا۔ یہ ... یورال کی مشرقی طرف ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ یہاں پر وہ مشینیں بنتی تھیں جو سائبیریا کی کانوں میں جہاں روسی پولیٹیکل قیدی کام کرتے تھے۔ استعمال کی جاتی تھیں۔ اور اسی لئے زار کو اس مقام پر بھیجا گیا تھا۔ تاکہ اس کے دل میں ان مظالم کی یاد تازہ رہے جو کہ وہ بے گناہ روسی افسروں پر کیا کرتا تھا۔

زار کی حالتِ زار اب زار کے لئے انتہائی ذلّت اور دُکھ کے ایّام شروع ہو گئے۔ اور حضرت اقدس ؑ کی پیشگوئی "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار" پوری شان کے ساتھ پوری ہونے لگی۔ زار۔ زارینہ اور ۵ بچّوں کو ایک تنگ مکان میں دھکیل دیا گیا۔ جس میں صرف ۲ سونے کے کمرے تھے۔ اور ایک بیٹھنے کا کمرہ تھا۔ مکان کے صحن میں لیٹش سپاہیوں کی گارد تھی۔ اور روسی سپاہی مکان کے احاطہ کے باہر متعین کیئے گئے۔ نگران سپاہی بہت اوباش اور سنگ دل تھے۔ سارا دن فحش گانے گاتے اور شور و غوغا کرتے رہتے تھے۔ جو زار کو بادل ناخواستہ سُننا پڑتا۔ وہ اس کے ملاقات کے کمرے میں جاکر فحش تصاویر بناتے اور حیاسوز اشعار دیواروں پر لکھتے رہتے۔ مگر زار کو ان کو منع کرنے کی طاقت نہ تھی۔ سپاہی زار کو نہ صرف ذہنی عذاب دیتے بلکہ اس کے کھانے پینے میں بھی تنگی ظاہر کرتے تھے۔ ظالم سپاہی اس کے بیمار بچّے کو سختی سے مارتے۔ اور زارینہ کی جوان بیٹیوں سے

شہزادیوں کی عصمت دری ہنسی مخول اور حیاسوز حرکات کرتے۔ زارینہ پاس کھڑی زار زار روتی تھی۔ مگر کچھ نہ کر سکتی تھی۔ آخر بہائم صفت سپاہی جب ان حرکات سے سیر نہ ہوئے تو ایک دن اس کی جوان لڑکیوں کی زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے جبراً عصمت دری کی۔ بدقسمت ملکہ شرم کے مارے مُنہ دوسری طرف کر لیتی تو ظالم سپاہی اس کو سنگینوں سے ٹھوکر لگا کر اسی طرف مُنہ پھرا دیتے۔ غرضیکہ وہ ہر قسم کے جسمانی ذہنی عذابوں اور ذلّتوں کو قریباً ۷ ماہ تک جھیلتے رہے۔ عذاب میں اسقدر شدّت بے رحمی اور حیاسوزی کا پہلو غالب ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ بالشویکوں نے ارادتاً ایک یہودی۔ یوروسکی نامی کو جو کہ پکا کمیونسٹ تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارو غہ جیل مقرر کیا ہُوا تھا۔ ایک یہودی کو ایک عیسائی کے ساتھ اور پھر اُس عیسائی کے ساتھ جو خود کو خدائی حکومت کا نمائندہ اور "مسیح" کہتا رہا ہو۔ اور جس نے یہودیوں پر سخت ظلم کیئے ہوں۔ جو عداوت ہو سکتی تھی۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

غرضیکہ جس جس قسم کا بدنی اور ذہنی عذاب کسی بد انسان کے تصوّر میں آسکتا تھا۔ اور جس جس قسم کی ذلت سپاہیوں کا واہمہ تجویز کر سکتا تھا۔ وہ سب زار اور اس کے اہل و عیال کو پُہنچائی گئی۔ اور جب زار کی حالتِ زار ایک ضرب المثل بن گئی۔ اور خدا کا فرمودہ اچھی طرح پورا ہو گیا۔ تب زار کے قتل کی نوبت آئی۔ مگر زار کی بھی کچھ عجیب ذہنیت تھی کہ اس قدر عذاب دُکھ اور ذلت اس کے غرور اور کبر کو توڑ نہ سکی۔ اس کو ذرا بھی احساس نہ تھا کہ مجھ سے زیادہ ذلیل دنیا میں کوئی نہ ہُوا ہو گا۔ وہ بدستور بے خوف و خطر روزانہ پیدل سیر کو جاتا۔ انجیل مقدس کا مطالعہ کرتا۔ اور سپاہیوں سے بے تکلفی سے باتیں کرتا تھا۔ شام کو ناول پڑھتا اور بیوی سے برج وغیرہ کھیلتا تھا۔ غرضیکہ اس نے نہایت تحمل اور صبر کے ساتھ ان مصائب کے دن کاٹے اور اس کے دل میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ وہم نہ گذرتا تھا۔ کہ بالشویک ہمارے قتل پر قادر ہو سکیں گے۔ اس کو اپنے مصنوعی خداوند کے وعدوں کے مطابق یقین تھا کہ مَیں پھر تخت کا وارث ہو جاؤں گا۔ مگر افسوس وہ وعدہ محض ایک پریشان خواب ثابت ہُوا۔

شاہی خاندان کا عبرتناک قتل

جولائی ۱۹۱۸ء میں کاچکوں نے جیل یورال پر چڑھائی کی۔ اور ماسکو کے سوویٹ کمشنروں نے ایکٹرنبرگ کے کمشنر یوروسکی اور گارڈ کے کمان افسر کو تاکیدی حکم دیا کہ شاہی قیدیوں کی حفاظت اور نگرانی پوری احتیاط سے کی جائے۔ مگر یہ واضح نہ کیا کہ شاہی قیدیوں کو خطرے کے مقام سے نکال کر کس جگہ رکھا جائے

ایک رات ایکٹرنبرگ کے کمیونسٹوں نے خفیہ مجلس کی۔ اور اس میں فیصلہ کیا۔ کہ زار اور اس کے بچوں کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس فیصلہ کی اطلاع یوروسکی دارو غہ جیل کو دیدی۔ اور اس کو حکم دیا کہ شاہی قیدیوں کو رات کو قتل کر دو۔ دارو غہ نے عرض کیا کہ تحریری حکم دیا جائے اور اس پر باقاعدہ دستخط ثبت کیئے جائیں۔ چنانچہ اس حکم پر سولہ اشخاص نے دستخط کر دیئے۔

۱۶ر جولائی ۱۹۱۸ء کی رات کو آدھی رات کے قریب شاہی قیدیوں کو اچانک جگا یا گیا۔

اور بالشویک کمشنر نے زار کو کہا۔ کہ روسی قصبہ پر حملہ آور ہونے والے ہیں اور لڑائی کا اندیشہ ہے ایسا نہ ہو کہ شاہی افراد کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ بہتر ہو کہ آپ مع اہل و عیال تہ خانہ میں چلے جائیں۔ کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہاں پر گولی کے اثر سے آپ محفوظ رہیں گے۔ شاہی قیدیوں نے جلدی سے کپڑے پہن لئے۔ اور بچوں کو جگا کر سب کو غلیظ اور تاریک تہ خانہ میں بند کر دیا گیا۔ زار اور زارینہ کے علاوہ ان کے ۵ بچے (۴ لڑکیاں اور ایک لڑکا) اور ایک ڈاکٹر اور چند خادم بھی ساتھ ہی بند کر دیئے گئے۔ زارینہ صدمہ اور خوف کے باعث مضمحل ہو رہی تھی۔ اور چل نہ سکتی تھی۔ دیوار کے ساتھ سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔ زار سے اپنی جان نثار بیوی کی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ اور حکم دیا کہ کرسیاں بچھا دی جائیں۔ مگر یہ کرسیوں پر بیٹھنے کا وقت کہاں تھا۔ یہ تو قتل کا حکم سننے کی آخری گھڑی تھی۔

زار کا آخری حکم

یوروسکی اندر داخل ہوا۔ شاہی قیدی بھیڑوں کی طرح تنگ اور تاریک کمرے میں بند تھے کمان افسر بھی اپنی گارد کے ساتھ کمرے کے باہر کھڑا ہو گیا۔ روسی سپاہی بھی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر نظارہ دیکھ رہے تھے۔ یوروسکی نے ساتوں بدنصیب قیدیوں کو کمرے کے ایک گوشے میں کھڑا کر دیا۔ اور ٹارچ کی روشنی میں قتل کا حکم جلدی جلدی سنا دیا۔ زار نے آگے بڑھ کر کچھ مہمل الفاظ میں کہا۔ جو سمجھا نہ گیا۔ یوروسکی نے بجائے جواب دینے کے جھٹ اپنا ریوالور نکال کر زار کے سر میں فائر کیا۔ جس سے وہ فوراً ہلاک ہو کر گر پڑا۔ زارینہ بدقسمت زارینہ اپنے عزیز شوہر کا دردناک انجام جلد ہی خود بھی اسی انجام کی منتظر پاس کھڑی دیکھ رہی تھی۔ کہ داروغے نے دوسرا فائر ولیعہد پر کیا۔ اور وہ بھی ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ پھر تیسرا فائر زارینہ پر کیا۔ اس کے بعد چاروں لڑکیوں کو بھی اسی طرح ہلاک کیا۔ اور ڈاکٹر اور خادموں کو بھی گولی سے مار دیا۔ جب تمام قیدی ٹھنڈے ہو گئے تو ساری گارد نے ہلہ بول دیا۔ اور ظالم سپاہی قتل سے مطمئن نہ ہو کر نعشوں کو رائفلوں کے کندوں سے کچلنے اور سنگینوں سے چھلنی کرنے لگے۔ کہتے ہیں بڑی شہزادی کو کچھ ہوش آ گیا تھا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مگر جلد ہی دوسرے فائر نے اس کا ہمیشہ کیلئے کام تمام کر دیا۔ چند دنوں کے بعد نعشوں کو تہ خانہ سے نکالا گیا۔ اور اسی حالت میں کہ وہ اچھی طرح متعفن ہو چکی تھیں ان کو چھکڑے پر لاد کر شہر سے باہر لیجایا گیا۔ اور ایک ویران جگہ میں ڈھیر لگا کر لاشوں پر پٹرول ڈال کر جلا دیا گیا۔ بعد میں چند شاہی ملبوسات اس مقام پر پائے گئے۔ جو کہ اٹھا کر محفوظ کر لئے گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

زار کی مذہبی حالت

زار کے مذہبی عقائد اور خیالات اور رسم و عادات کا میں الگ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اس کی پرائیویٹ اور پبلک زندگی کا اہم پہلو ہے۔ نیز۔ اس کی ذلت اور ہلاکت میں بھی اس کا بہت حد تک دخل ہے۔ زار کو سیاسی تعلیم بہت کم ملی تھی۔ مگر اس کے باوجود اس کی مذہبی تعلیم کافی تھی۔ یا کم سے کم مذہب سے اس کو دلچسپی اور شغف بہت تھا۔

رُوس کا تمدن ان دنوں نیم ایشیائی طرز کا تھا۔ اور ملک میں مذہبی راہنماؤں۔ درویشوں علماء اور راہبوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ رُوس رومن کیتھولک فرقہ کے عیسائیوں کا بڑا مرکز تھا۔ حکومت کا دین اور شاہی مذہب بھی کیتھولک ہی تھا۔ ہر ایک زار بحیثیت عہدہ کے

خدائی حکومت کا نمائندہ

نہ صرف روس کا شاہنشاہ تھا۔ بلکہ رعایا کا روحانی باپ بھی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ نکولس ثانی نے بھی باوجود نااہل ہونیکے اپنے آباء کی جسمانی اور روحانی دونوں بادشاہتوں کو ورثہ میں لیا۔ اور وہ اس حق کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ خداوند نے مجھ کو خود تخت پر بٹھایا ہے۔ اور میرے سپرد رُوس کی امانت کی ہے اس لئے سب لوگوں کو خدائی احکام کی طرح بلا چون وچرا میرے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ ایسی حکومت تھیوکریسی (THEO-CRACY) کہلاتی ہے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ مَیں خداوند کا نائب اور قائم مقام ہوں۔ اور مجھ کو کوئی تخت سے اُتارنے کا حق نہیں رکھتا۔ مَیں بالکل مطلق العنان ہوں۔ اور کسی کی مجھ پر حکومت نہیں ہے۔ سب میرے مطیع ہیں۔

زار جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ تقدیر کا بھی قائل تھا۔ اور اس کا یہ خیال تھا کہ جو مقدر ہو ہو کر رہتا ہے۔ خواہ انسان لاکھ کوشش کرے۔ وہ ٹلتا نہیں۔ اس لئے وہ تدبیر کا چنداں قائل نہ تھا۔ اور ہر مصیبت کو تقدیر مبرم جان کر خوشی سے برداشت کرتا تھا اور اس کو رفع کرنیکی کوشش نہ کرتا تھا۔ توکل کا بھی اس کے دل میں غلط مفہوم بیٹھا ہُوا تھا۔ راسپوٹین عیسائی راہب جو زار اور زارینہ کا دوست اور مشیر تھا۔ نے زار کی نسبت اعلان کیا تھا۔ کہ یہ اس زمانہ کا "مسیح"

زار کا دعویٰ مسیحیّت

ہے۔ اور زار خود بھی کہا کرتا تھا کہ لوگوں کو بوجہ فانی ہونے کے میرے کاموں کا حُسن نظر نہیں آتا۔ مگر مجھ کو خداوند نے اپنے روحانی عطر سے ممسوح (God's Annointed) کیا ہے۔ جو کہ صاف لفظوں میں 'مسیح' ہونے کا دعویٰ ہے۔ مگر مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ زار نے شدید غلط فہمی۔ یا خوش فہمی سے ایسا سمجھ رکھا تھا۔ اور وہ اِن روحانی القاب اور اختیارات کو موروثی سمجھتا تھا۔

شہزادی کیتھرین لکھتی ہیں کہ زار صوفیا کی طرح فنا فی اللہ کا بھی معتقد تھا۔ اور اس کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعویٰ کشوف و الہام

رؤیا۔ کشوف اور الہام کا بھی دعویٰ تھا۔ جو کہ میرے نزدیک حدیث النفس (جو کہ کمزور طبع وہمی لوگوں میں عام ہوتا ہے) تھا۔ اور الہام غالباً شیطانی ہونگے۔ کیونکہ رحمانی الہام پانے والوں کی اخلاقی حالت گندی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی ان کا انجام ایسا عبرت ناک ہُوا کرتا ہے۔

زار کی اسلام سے دُشمنی

زار کو ترکوں اور اسلام سے بھی سخت دُشمنی تھی۔ اور اس کے ارادے ان کے متعلق سخت خطرناک تھے۔ چنانچہ زار کی یہ بہت بڑی آرزو تھی کہ کسی دن سینٹ صوفیہ کی مسجد کا ہلال اُتار کر کراس سے بدل دے۔ جو کہ اشاعت صلیب اور مذہبی جنون کی صاف علامت تھی۔ شاید اگر اس کو مہلت مل جاتی تو ترکوں کے بعد وہ دیگر اسلامی ملکوں کی طرف بھی رُخ کرتا۔ مگر خداوند عالم الغیوب کو اس کے بد ارادوں کا خوب علم تھا۔ اس لئے اس نے ان ناپاک خواہشوں کے اظہار کے قبل ہی اس کو اُٹھا لیا۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل۔ کے معیار کے مطابق چاہیئے تھا۔ کہ زار بھی چونکہ مدعی الہام تھا اس لئے جلد مار دیا جاتا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ اوّل تو جھوٹے مدعی الہام کے متعلق ضروری نہیں ہے کہ اس کو فوراً ہی مار دیا جائے۔ بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ وہ ناکام رہتا اور آخر مارا جاتا ہے۔

دعویٰ میں غلط فہمی اور تقوّل

چنانچہ زار بھی ناکام رہا اور آخر ذلّت کی موت مرا۔ دوسرے زار نے کھُل کر دعویٰ نہ کیا تھا۔ بلکہ میرے نزدیک وہ شدید غلط فہمی میں مبتلا تھا۔ جس کو Unconacions self Delusion کہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو ملہم غلط فہمی میں مبتلا ہو وہ لو تقول کے ماتحت نہیں آتا۔ گو شدید غلط فہمی کی وجہ سے زار اپنے دعویٰ میں معذور تھا۔ مگر پھر بھی خدا نے اس کو ۲۳ سال مہلت نہ دی۔ گو ۲۳ سال کی مُدّت کسی مدعی الہام کی صداقت کو پرکھنے کے لئے شرط نہیں ہے۔ کم بھی ہو سکتی ہے) اور ۲۳ سال کے بعد اس کو پکڑ لیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بادشاہ تھا۔ اور کروڑہا انسانوں کا روحانی باپ تھا۔ اس لئے لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے اس کو ہلاک کر دیا گیا۔

فرعونِ موسیٰؑ اور فرعونِ مسیح موعودؑ (زار) کا مقابلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک الہام ہے۔ انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ یعنی حضورؑ موسیٰؑ کے قائم مقام بھی تھے۔ پس ضرور تھا کہ اس زمانہ کے موسیٰؑ کے مقابل پر کوئی فرعون بھی ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو آپؑ کی پیشگوئی سے ہلاک ہو۔ اس لئے خدا نے سارے یورپ کے بادشاہوں کو چھوڑ کر صرف زار رُوس کی ہلاکت کے متعلق حضرت اقدسؑ سے پیشگوئی کروائی۔ کیونکہ میرے نزدیک زار رُوس اس زمانہ کا فرعون تھا۔ نہ صرف ظاہری شان و شوکت اور ظلم کی وجہ سے بلکہ مذہبی اثر کے لحاظ سے بھی۔ حضرت اقدسؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی کو اپنے زمانہ کا فرعون اور ہامان لکھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے فتویٰ تکفیر کی آگ ملک میں بھڑکائی تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دونو مخالف باطنی یا روحانی لحاظ سے فرعون اور ہامان تھے۔ مگر ظاہری یا دنیاوی لحاظ سے زار اس زمانہ کا فرعون تھا۔ جیسا کہ ذیل کی تشریح سے واضح ہے۔

فرعون اور زار رُوس میں مشابہت

۱۔ فرعونِ موسیٰؑ کا نام (RAMESES II) رامیسس ثانی تھا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ زار کا نام بھی نکولس ثانی تھا۔ پس نام میں بھی ایک حد تک مشابہت ہے۔

۲۔ فرعون اور زار دونو چھوٹے قد کے تھے۔ ۳۔ دونو سخت ظالم اور مطلق العنان تھے۔ اور اپنے ملک کے رُوحانی پیشوا بھی تھے۔

۴۔ فرعون کا وزیر ہامان تھا۔ جس کے معنے ہیں وادیوں میں سرگردان پھرنے والا۔ اور زار کا وزیر یا مشیر خاص بھی ایک عیسائی راہب راسپوٹین تھا۔ جو کہ ہیکلوں میں پھرنے والا تھا۔ دونو وزراء کی پالیسی گمراہ کن اور مہلک ثابت ہوئی۔

۵۔ فرعون اور زار دونو ایک ایک عظیم الشان نبی کی پیشگوئی کے ماتحت ہلاک ہوئے۔ کیونکہ دونو خدا کے سچے دین کے دشمن تھے اور اس کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ اس مشابہت کے باوجود

فرعون اور زار میں فرق

فرعونِ موسیٰؑ اور زار میں فرق بھی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور بروزِ کامل ہونے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل تھے اس لئے ضروری تھا کہ زار کی حالت اور فرعون کی ہلاکت میں نمایاں فرق بھی ہو۔

(۱) فرعون کی بیوی نیک تھی۔ مگر زار کو بیوی گمراہ کن ملی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زار کو زیادہ ذلت اور نکبت برداشت کرنی پڑی۔ وہ نہ صرف خود ہلاک ہوا بلکہ ساتھ بیوی اور بچوں کو بھی ذلیل کروایا۔ فرعون کی بیوی بوجہ نیک ہونے کے بچالی گئی اور اس کی اولاد بھی ہلاک نہ ہوئی۔

(۲) فرعون مرتے وقت بموجب پیشگوئی قرآن کریم ایمان لے آیا تھا۔ اس لئے اس کے جسم کو یہ عزت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی گئی۔ کہ اس کو محفوظ کر لیا گیا۔ تا لوگوں کے لئے نشان کا موجب ہو۔ مگر زار نے مرتے دم تک حقیقی توبہ نہ کی۔ اس لئے اس کے جسم کو نہ صرف یہ کہ قبر بھی نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ لاش کو پٹرول سے جلا کر اس کی خاک اُڑا دی گئی۔ تا عقیدتمند نادان رُوسی قبر کی پوجا نہ شروع کر دیں۔

(۳) فرعون نے قریباً ۶۷ سال حکومت کی۔ وہ بھی زار کی طرح چھوٹی عمر میں ہی تخت پر بیٹھا تھا۔ مگر زار کو صرف ۲۲ سال ملے۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ فرعون کا دعویٰ خدائی کا تھا۔ جس سے لوگوں کو دھوکہ نہیں لگ سکتا تھا۔ اس لئے وہ لوتقول کے ماتحت جلد ہلاک نہ کیا گیا۔ مگر زار کا دعویٰ مقرب الی اللہ اور مدعی الہام اور مسیح ہونے کا تھا۔ اس لئے جلد پکڑا گیا۔ اور ناکامی اور ذلّت کی موت مرا۔

(۴) فرعون کی ہلاکت کے بعد اس کے خاندان میں حکومت جاری رہی۔ اور اس کے ملک پر حضرت موسیٰؑ کی قوم کو قبضہ نہ مل سکا۔ مگر فرعونِ مسیح موعود کی ہلاکت کے بعد زاروں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور اس کے ملک پر باغیوں کا قبضہ ہو گیا۔ جو کہ عنقریب بموجب پیشگوئی انشاءاللہ احمدیوں کے ہاتھ میں آجائے گا۔

(۵) فرعون کی ہلاکت پانی میں ڈوب کر ہوئی۔ اس لئے اس کو اپنی حالت پر غور کرنے اور توبہ کرنیکا موقع مل گیا۔ مگر زار کی موت گولی سے آناً فاناً ہوئی۔ اور اس کو توبہ کرنیکا موقع نہ ملا۔ پھر زار کی موت میں ذلّت اور دُکھ کا پہلو بہت غالب تھا مگر فرعون کی موت کے ساتھ ذلّت اور دُکھ نہ تھا۔

(۶) فرعون نے موسیٰ کی قوم کو سخت دُکھ دیا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی آنحضرتؐ کی غلامی کی وجہ سے یہ شان تھی۔ کہ زار احمدیوں کو دُکھ دینا تو درکنار ہندوستان کے پاس بھی پھٹک نہ سکا۔ اور اسلام کے متعلق ناپاک ارادے دل میں لیکر مر گیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ ؎

پر مسیحا بن کے مَیں بھی دیکھتا روئے صلیب ۔۔ گر نہ ہوتا نامِ احمدؐ جس پہ میرا سب مدار

زار رُوس کے ارادے اسلام کے متعلق بہت خطرناک تھے۔ اور اگر اس کو مہلت ملتی تو وہ ضرور ان کو عملی جامہ پہناتا۔ وہ عیسائیت کا سخت حامی اور اسلام کا سخت دشمن تھا۔ پھر رُوس کیتھولک عیسائیوں کا مرکز بھی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کی بڑی غرض کسرِ صلیب تھی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے رُوس کے ملک اور زار کے متعلق پیشگوئی کروائی۔ چنانچہ زار کی ہلاکت کے بعد نہ صرف زاروں کے نام اور مظالم کا رُوس سے خاتمہ ہو گیا۔ بلکہ مصلحت الٰہی سے ایسا انقلاب آیا۔ کہ کسرِ صلیب بھی ساتھ ہی ہو گئی۔ اور صلیبی مذہب ہمیشہ کے لئے رُوس سے رُخصت ہو گیا۔ یعنی بالشویکوں کے ہاتھوں صلیب ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی۔ جو اشاعت اسلام کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بطورِ پیش خیمہ کے ضروری تھا۔ کیونکہ نئی عمارت تیار کرنے سے قبل پُرانی بوسیدہ عمارت کو گرانا ضروری ہوتا ہے۔

رُوس کے ملک میں بعض اور بھی خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس ملک سے جلد ہی عیسائیت کا خاتمہ کروا دیا۔ اور اسلام کی اشاعت کے لئے سامان مہیّا کر دیئے۔ اوّل رُوس

رُوس کی خصُوصیات

یورپ اور ایشیاء کے درمیان واقع ہے اور اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جہاں سے اسلامی تہذیب بآسانی دونو بّراعظموں میں پھیل سکتی ہے۔ نیز تمام بڑی بڑی اسلامی ریاستیں مثلاً ترکی۔ افغانستان۔ ایران وغیرہ اس سے ملحق ہیں۔ جو رُوسی تہذیب سے جلدی متأثر ہو سکتی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رُوس ایک وسیع ملک ہے اور اس کے اندر قدرت کے بے انتہا معدنی خزانے مخفی رکھے ہوئے ہیں۔ جو ابھی تک پوری طرح نکالے نہیں گئے اور نہ ہی ان سے کما حقہ کام لیا گیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس ملک کو جو نسبتاً پست افتادہ ہے۔ احمدیت کے ذریعے پھر ترقی دے۔ اور دوبارہ امام بخاریؒ جیسے بزرگ اس کے اندر پیدا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ ہم کو پورے انہماک کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کی توفیق دے۔ تا خدا کا فرمودہ جلد پورا ہو۔ اور ہم رُوس میں بھی احمدیت کو پھیلا سکیں۔ زارِ رُوس کا عصا چھینا جا چکا ہے۔ اب دوسرا حصہ باقی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں دیا جائے۔ وہ بھی انشاء اللہ پورا ہو کر رہیگا۔ مگر بات تو تب ہے۔ جب ہم اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہوں۔ واللہ الموفق۔

نوٹ:۔ اس مضمون میں جو تاریخی امور درج ہیں ان کی صحت کی ذمہ داری شہزادی کیتھرین کی کتاب پر ہے۔ جو انہوں نے حال ہی میں زار کے متعلق لکھی ہے۔ جو دوست مفصّل دیکھنا چاہیں مندرجہ ذیل پتہ سے منگوا لیں:۔

Nicholas II The last of the Tsars.
By Princess Catherine, Radziwill
(Cassel & Co: London)

والسّلام

خاکسار چوہدری محمد شاہ نواز خاں۔ ایم۔ بی۔ ایس
از زنجبار

الجمعہ 14 9/34

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کے آیات و سُور کے باہمی ربط و نظم پر نظر

(نمبر ۱)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مبلّغ قرآن کے لئے چند ضوابط

چونکہ اس سورۃ میں مسئلہ ترقی کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈال دی گئی ہے۔ اس لئے اختتام سورۃ پر مناسب تھا کہ مبلّغ کو قوانین ارتقاء کی اشاعت کے لئے چند ایک ہدایات دی جائیں۔ تاکہ اشاعت و تبلیغ کی راہ میں انہیں دستور العمل بنا سکے۔ چنانچہ آیندہ اسی کا ذکر ہے۔

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایا
ماتدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ ۚ ولا
تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا
وابتغ بین ذٰلک سبیلاً ۝ وقل
الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدًا
ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم
یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرًا ۝ ع

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو جس نام سے
پکارو اسی کے سب اچھے نام ہیں۔ اور تو اپنی
نماز نہ تو بلند آواز سے پڑھ اور نہ پست آواز سے اور
اسکے درمیان راستہ لے۔ اور کہہ سب تعریف اللہ تعالیٰ
کیلئے ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا اور نہ کوئی اس کا سلطنت
میں شریک ہے۔ اور نہ وہ عاجز ہے کہ اس کا کوئی
مددگار ہو اور اس کی خوب بزرگی بیان کر۔

قانون اوّل۔ جب کہیں مبلّغ کو ایسی ہستیوں سے واسطہ پڑے جن کی طبائع فرقان حمید کی تصدیق کی طرف تو مائل ہوں لیکن رسوم سوسائٹی کے پھندے میں وہ ایسی گرفتار ہوں کہ اپنی قومی اصطلاحات سے الگ ہو کر خارجی اصطلاحوں کو اپنے ہاں جاری نہ کر سکیں۔ اگرچہ انہی حقائق کو باصطلاح قوم خود تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں۔ تو مبلّغ کے لئے صحیح طریقہ تبلیغ و تعلیم یہ ہے کہ انہیں اس میں آزادی دے۔ مبادا اس جزوی اور ادنیٰ شیہ کی ...... وجہ سے وہ لوگ ان علوم حقہ سے زیادہ متنفر بن جائیں۔ چنانچہ اس خطرہ کو سورۂ فرقان میں بیان فرمایا گیا ہے۔ واذا قیل لھم اسجدوا للرحمان قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورًا (فرقان) پس اس خطرہ کا جو مبلّغ کے طریقۂ تبلیغ میں بڑی رکاوٹ ڈال سکتا ہے علاج یوں بتایا جاتا ہے کہ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن الخ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانون دوم۔ ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذٰلك سبيلاً۔ مبلغ کے لئے دوسرا قانون یہ ہے کہ نماز جو اعلیٰ طریقہ دعوۃ و تبلیغ کا ہے۔ اسے ایسے پیرایہ میں ادا کیا جائے جو سامعین کی طبائع پر بوجھ معلوم نہ ہو۔ اور نہ اتنا نرم و خفی کہ ان کی طبائع پر مؤثر نہ ہو۔ بلکہ توسط و اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے۔ اب اس کو قانون کلی جان کر دعوۃ و تبلیغ کے ہر ایک شعبہ کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

قانون سوم۔ وقل الحمد لله الذی لم یتخذ ولداً الخ۔ مبلغ کے لئے تیسرا قانون یہ ہے کہ سب سے اوّل مضمون جو ہر قسم کی دعوۃ کے لئے بطور دیباچہ و تمہید ہو اور سب سے آخری مضمون جو بطور ختم و تکملہ ہو۔ وہ قانون اساسی توحید اور ستائش و حمد الٰہی ہونا چاہیئے۔ آیت مذکورہ میں ادیان باطلہ کیلئے ایک قسم کا اعلان جنگ بھی ہے۔ اور اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ مذہب اسلام جس کے اصول ترقی کا نقشہ اس سورۃ میں پیش کیا گیا ہے۔ اب تمام مذاہب پر غالب آنیوالا ہے۔ لہٰذا اعلان کر دو کہ اب تو ایسے خدا کی حمد و ستائش کا وقت آ گیا ہے۔ جس کی صفات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) لم یتخذ ولداً۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔

(۲) ولم یکن له شریك فی الملك۔ اس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں۔

(۳) ولم یکن له ولی من الذل۔ وہ کمزور نہیں تا کہ اس کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہو۔

اب اس کے مقابل دیگر مذاہب لو:۔

(۱) عیسائی مذہب کے نزدیک خدا کا بیٹا ہے۔

(۲) ہنود و مشرکین کے ہاں خدائی سلطنت میں بہت سے شریک و دخیل ہیں۔

(۳) مجوس و صابئین وغیرہ کا مقولہ ہے کہ (نعوذ باللہ) اگر اللہ کے اولیاء نہ ہوں تو خدا ذلیل ہو جائے۔

اس سے اندازہ لگالو کہ دنیا کی مذہبی قوموں نے کیسے ضعیف اور بزدل خدا کو پیش کیا ہے۔ کیا ترقی کرنے والی قومیں ایسے کمزور خدا کو مان سکتی ہیں؟ نہیں۔ بلکہ ان کی فطرتیں تو ایسے قادر و توانا خدا کی متلاشی اور اس قدوس ذات احکم الحاکمین کی پیاسی ہیں۔ جس کو صرف اسلام ہی پیش کرتا ہے۔ پس ترقی زمانہ کا تقاضا ہے۔ کہ دوسرے ادیان باطلہ کو شکست و ذلت ہو۔ اور مذہب اسلام کو ترقی و فروغ۔ چنانچہ رفتار زمانہ نے اس پیشگوئی کی صداقت کا زبردست ثبوت[1] دیدیا۔ دیکھ لو اسلام کے

---

[1] حال میں مغربی افق سے بھی اسکی تصدیق میں آواز بلند ہوئی ہے۔ ٹریتھ میکر نامی امریکہ سے ایک ٹہوار رسالہ شائع ہوتا ہے۔ اس کے مدیر نے تحقیق کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ "ایک صدی کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب تمام دنیا کے مذاہب پر غالب آ جائیگا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنے کے بعد دنیا کے مذاہب باطلہ کو کیسی شکست و ذلت نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ بجائے فاتحانہ اقتدار رکھنے کے اسقدر گر گئے کہ اپنی ہستی کو بھی سنبھال نہ سکے۔ دوسرے مذاہب کے متعلق تو غالباً ناظرین کو اس دعویٰ کی صداقت تسلیم کرنے میں کوئی تأمل نہیں ہوگا۔ البتہ مذہب عیسوی کی زندگی کے آخری سانس اور بالخصوص بیسویں صدی کی مسیحی اقوام کے نظام تبلیغ کو دیکھ کر شاید ناظرین کو شبہ پیش آئے۔ لہٰذا اس شبہ کا رفع کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔

واضح ہو کہ مسیحی اقوام کی ترقی تمدنی حیثیت سے خواہ کتنی ہی اعلیٰ ہو مگر مذہبی حیثیت سے اسے کچھ بھی فروغ نہیں۔ بلکہ اس مذہب کی تو روز بروز بد سے بد تر حالت ہو رہی ہے۔ ایک طرف تو خود مسیحی اقوام کلیسائی زندگی سے تنگ آکر باطل مسیحیت کا جوا اپنے سر سے اُتار رہے ہیں۔ چنانچہ ریفارمیشن کا نیا وجود اور آسٹرنس ہیوگنگ کا جدید سلسلہ ہمارے دعویٰ کی تصدیق کیلئے بیّن ثبوت ہے۔ رسالہ ہیرٹ جرنل بابت ماہ جولائی ۱۹۱۴ء میں ایک آرٹیکل نکلا تھا جس میں فقط جرمن پروٹسٹنٹوں کی مذہب سے علیحدہ ہونیوالوں کے اعداد دیئے تھے کہ "یکم جنوری ۱۹۰۸ء سے لیکر اسوقت تک اکیلے برلن شہر میں ۳۱۹۶۷ پروٹسٹنٹ ۵۰۲۹ رومن کیتھولک۔ اور ۱۹۶ یہودیوں نے کلیسیا سے اپنی علیحدگی کا اعلان کیا ہے" یہ تو ۱۹۱۴ء کی تعداد ہے۔ مگر ۱۹۲۱ء میں اس فرقہ کے ملحدین کی تعداد ۲ لاکھ ۶۴ ہزار ۲۰۲ ہے (معارف $\frac{۴}{۲۷}$ اعظم گڑھ) پھر جب ہم امریکن کیتھولک سوسائٹی کی رپورٹ ۱۹۳۰ء کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سے ہمیں حسب ذیل معلومات ملتی ہیں۔ (الف) ۲۷-۱۹۲۸ء میں امریکن عیسائیوں کی تعداد موجودہ تعداد سے تین گنا زیادہ تھی۔ (ب) ۱۹۲۶ء میں لامذہب امریکنوں کی اوسط دس فیصدی تھی (ج) لیکن ۱۹۳۰ء میں لامذہبوں کی تعداد اوسطاً ۲۳ فیصدی ہو چکی ہے (رپورٹ امریکن کیتھولک سوسائٹی مجریہ اکتوبر ۱۹۳۰ء) اور انگلینڈ کا ایک مشہور مذہبی ہفتہ وار اخبار (لنڈن ٹیلیگراف) اپنی اشاعت مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں لکھتا ہے۔ "۱۹۲۶ء میں جب مردم شماری ہوئی تھی تو یہ راز کھلا تھا کہ ملک میں عیسائیوں کی تعداد ۱۹۲۳ء کی نسبت ڈیڑھ گنا کم ہے لیکن جب ۱۹۲۹ء میں معمولی مردم شماری ہوئی تو اگرچہ اسوقت صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی مگر ان اعداد سے یہ ثابت ہوا کہ آج ہمارے ملک میں صرف چوتھائی حصہ مسیحی رہ گئے ہیں (اقتباس از لنڈن ٹیلیگراف)

عیسوی مذہب کی عزت و شوکت مسیحی مذہب کی تبلیغی ترقی کا حال تو سنا۔ اب اسکی عزت و شوکت کا حال بھی سنئے۔ اس مذہب کا اعزاز و احترام اس درجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک پہنچ چکا ہے کہ اب اسے مذہبی مجالس میں پیش کرنے تک کی بھی اجازت نہیں ملتی۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء کی مذہبی کانفرنس کے موقعہ پر جو لنڈن میں منعقد ہونیوالی تھی۔ خواجہ نذیر احمدؐ صاحب کا ایک خط پیغام صلح (۲۰ء۴۸ ج ۱۲) میں شائع ہُوا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ "سلطنت برطانیہ کی نمائش کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس بھی ہو گی۔ سکرٹری مذہبی کانفرنس کو میں ملنے گیا تعجب ہے کہ جہاں دیگر مذاہب اور خصوصاً اسلام کی طرف زیادہ توجہ دی گئی۔ وہاں عیسویت کو کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ نہ تو عیسویت پر کوئی لیکچر ہو گا۔ نہ کسی مباحثہ میں کسی پادری کو بولنے کی اجازت دی جائیگی۔ جب سکرٹری سے میں نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے جواب دیا کہ عیسویت کوئی مذہب نہیں ہے کیونکہ مسیح دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں لایا وہ صرف پورا کرنے کے لئے آیا۔ وہ محض ایک ریفارمر تھا اور اناجیل کے مطابق وہ سخت ناکام رہا۔ ہماری کمیٹی محسوس کرتی ہے کہ عیسویت بھی سخت ناکام ثابت ہوئی۔ اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ پیغام امن اس کے پاس دینے کے کیلئے نہیں۔ پھر اس نے خاص طور پر کہا کہ یہ عیسویت صرف ایک طریق تمدن ہے"

عیسوی عبادتگاہوں کا حال زار

عیسوی عبادتگاہوں کی رونق بازاری کا حال بھی سُن لینا چاہیئے۔ پیغام صلح کے اسی پرچہ میں ہے کہ "حال میں بشپ آف لنڈن نے ایک انتظامی سکیم کی تائید کرتے ہوئے بتایا ہے کہ شہر لنڈن میں ۴۹ گرجے ہیں جن میں ۹۴ پادری صاحبان جہاں ہر اتوار کو نماز پڑھانے جاتے ہیں لیکن وہاں بعض گرجوں میں نمازیوں کی تعداد صرف چار تک محدود ہوتی ہے۔ بارہ ۱۲ سے زیادہ نمازی تو کسی گرجا میں نہیں جاتے" یہ تو ۱۹۲۴ء کا حال ہے۔ اب ۱۹۲۷ء کا حال بھی سُن لیجئے۔ مولانا عرفانی نامۂ لنڈن کے سلسلۂ خطوط کے ضمن میں لکھتے ہیں "لنڈن میں گرجوں کے خلاف آجکل ایک سخت جنگ شروع ہے۔ وہاں کے اقتصادی ماہرین اور تجار لوگوں کو یہ خیال پیدا ہُوا ہے کہ لنڈن میں بہت سے گرجے بلاضرورت ہیں۔ بلکہ ملک پر ایک قسم کا تاوان ہیں۔ ان عمارتوں کو بلاضرورت قائم رکھنا اور ان پر فضول روپیہ خرچ کرتے رہنا حماقت ہے۔ بہتر ہے کہ ان کو گرایا جائے اور زمین کو فروخت کر کے انکی جگہ بہتر مکان اور دکانیں بنائی جائیں۔ جو کہ آمدنی کا ذریعہ ہو سکیں۔ چنانچہ اس تجویز کے ماتحت اکثر گرجے گر چکے اور وہ زمین فروخت ہو کر وہاں مکانات بن گئے اور اکثر زیر تجویز ہیں" (الفضل ج ۱۴ ۶۷) جب ان گرجوں کے گرائے جانے پر محافظین آثار قدیمہ کی طرف سے سینٹ پال کی تاریخی عظمت کی بنا پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بچانے کی صدا اُٹھی تو اس کے جواب میں اخباروں میں یہ آواز بلند ہونے لگی کہ "ہم سینٹ پال کو تو بچا سکتے ہیں مگر ان معتقدات کو نہیں بچا سکتے جن کی بنیاد سینٹ پال پر ہے"۔ (الفضل بحوالہ بالا)

اب ان حالات کو پڑھ کر ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا مسیحی مذہب کو فروغ ہے یا فناء؟

یورپ و امریکہ میں اسلام کی اشاعت

اب اس کے مقابل اسلام کی رفتار ترقی پر نگاہ ڈالو۔ انگلستان جرمنی و امریکہ میں جامعہ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور تبلیغ اسلام کے بڑے بڑے مرکز قائم ہو چکے ہیں اور بڑے زور سے لوگوں کی توجہ مذہب اسلام کی طرف ہو رہی ہے اور امریکہ میں بھی اسلام سرعت سے پھیل رہا ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں جنوبی برازیل میں ۳ ہزار سے زیادہ مسلمان نہ تھے۔ لیکن اب ۱۹۲۸ء تک ۱۷ گنا مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔

ریورنڈ کینن آئر۔ کی ٹیلر نے انگلستان کی گرجا کانگرس کے اجتماع میں جو تقریر کی اور جسے ٹائمز آف لنڈن نے شائع کیا۔ اس میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

"بعض مقامات اور حصص میں عیسائیت اسلام کے سامنے سرنگوں ہو رہی ہے اور اسلامی قوموں کو عیسائی بنانے کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہو رہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ ہمیں کامیابی نہیں ہو رہی بلکہ ہماری اپنی حالت روز افزوں تنزل پر ہے"۔ (مدینہ بجنور یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سورۃ کے ابتداء اور انتہاء کو ملانے سے ایک لطیف اشارہ

سورۃ کے ابتدائی مضمون (تسبیح) اور انتہائی مضمون (تحمید و تکبیر) کے ملانے سے یہ لطیف اشارہ ملتا ہے کہ مسلم کی ترقی کے لئے یہی تین امور اصل الاصول ہیں۔ جبتک ان اصولوں کی پابندی رہیگی۔ اسے فروغ وارتقاء ہے اور جب کبھی انہی اصول میں کوتاہی آنے لگی تو تنزل و ادبار کا آنا لازمی ہے۔

تسبیح سے مقصود یہ ہے کہ ان اشیاء کے ارتکاب سے محترز رہنا چاہیئے جو خلافت الٰہیہ کے نظام اصلیہ میں خلل انداز ہوں۔ اور تحمید سے مقصود یہ ہے کہ ان تمام ذرائع اور وسائل کو کام میں لایا جائے جو شایان شان خلافت الٰہیہ ہیں۔ یا بالفاظ دیگر ان صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہونا جن کی تعلیم و تبلیغ کیلئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوتی ہے۔ اور تکبیر سے یہ مقصد ہے کہ ان تمام تحریکات کو اختیار کیا جائے جن کے ذریعہ عظمت و کبریاء الٰہی ظاہر ہو سکے۔ اور مخالفین قانون الٰہی کو جلال خداوندی کا نظارہ دکھایا جا سکے۔

سورہ نصر میں اسی تسبیح و تحمید کو فاتح قوم کا نصب العین اور فرض منصبی بتایا گیا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورۂ فتح میں اسی کو ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد قرار دیا گیا ہے۔

صفاتِ تنزیہیہ میں سے تین اصناف کی نفی کرنیکی حکمت

کسی شخص کو خلاف ورزی قانون پر جرأت کرنے کی وجوہات ذیل ہو سکتی ہیں۔ (الف) یا تو والیٔ سلطنت کے بیٹوں سے اس شخص کا تعلق ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے خلاف ورزی کی تو چونکہ باپ بیٹے کے اثر میں آسکتا ہے۔ اس لئے اس کے بیٹے کی سفارش سے چھوٹ جاؤنگا۔ (ب) یا کسی سلطنت کے دو مساوی بادشاہ دعویدار ہوں۔ (ج) یا نظام سلطنت ایسا کمزور ہو کہ حکومت خلاف ورزی قانون کی سزا نہ دے سکے۔ پس یہاں ان تین صورتوں کی نفی کرنا گویا اس گذشتہ قانون کی عظمت کی طرف اشارہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یعنی یہ قانون ایسے احکم الحاکمین کا ہے۔ جس کی خلاف ورزی کرنے والا مواخذہ سے بچ نہیں سکتا۔ اور چونکہ یہ الٰہی قانون زبردست عالمگیر قانون ہے اس لئے اس کی اشاعت بھی تمام دنیا میں کیجائے وھو معنی قولہ تعالیٰ کبّرہ تکبیرًا

سورۂ مابعد کا ربط:۔ اس سورۃ میں قوانین ترقی کی تفصیل فرما کر آخر میں ان قوانین کی عظمت کی طرف اشارہ کرکے بتادیا گیا کہ تمام دنیا میں یہی قوانین ضرور نافذ ہو کر رہیں گے ان کی راہ اشاعت میں خواہ ہزار قسم کی روکاوٹیں بھی پیدا کیجائیں۔ چنانچہ آئندہ سورۂ کہف میں ان اقوام کا تذکرہ آتا ہے۔ جو ایک وقت میں تمام دجالی قوتوں کے ساتھ مسلح ہو کر ان قوانین ارتقاء کے مقابلہ پر بڑے زور سے نکلینگی۔ اور اس مقصد کے لئے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں ایسا زبردست نظام دجالی پھیلا دینگی جس کی نظیر تاریخ عالم میں ناپید ہوگی۔ یہ یاجوج ماجوج[1] کی قومیں ہونگی جن کی زندگی کا مطمح نظر اسلام کے قانون اساسی (توحید) کی اساس کو اکھیڑنا اور اس کی بجائے تمام دنیا میں علم تثلیث بلند کرنا ہوگا۔ اس زبردست فتنۂ دجل کی بناء پر اس قوم کو احادیث میں دجّال کہا گیا ہے۔ اور اس کے فتنہ سے بچنے کیلئے سورۂ کہف کی تلاوت کا حکم فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اسی سورۃ میں اس کے دجّالی جال کے تمام تار و پود اکھیڑنے کے اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔ اسی سورۃ کے آخری رکوع میں اشارۃً[2] یہ بشارت دی گئی کہ آخر یہ قوم اپنی دجالی

---

[1] جن کے خروج اور تسلط کا وقت ہجرت نبوی کے ایک ہزار سال بعد ہے۔ دیکھو مکاشفات یوحنا (۲۰: ۷ و ۸) اور اس کی تصدیق لسان نبوت سے بھی یوں ہوتی ہے۔ ارشاد ہے الآیات بعد المأتین +

[2] یہاں تو اشارہ ہے اور سورۂ انبیاء میں اس کی تصریح ہے کہ ان کے عروج کے ساتھ ہی ان کی ہلاکت کا سچا وعدہ بھی نزدیک آجائیگا۔ جس کے پورا ہونے پر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائینگی۔ اور اس پر افسوس کھائینگے۔ حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یٰویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظالمین (انبیاء: ۹۶ و ۹۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سازشوں اور شیطانی منصوبوں میں شکست کھاکر ناکام اور خائب وخاسر ہو جائیگی۔ اور اس سے قبل ایک تاریخی قصے کے پیرایہ میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح گذشتہ زمانہ میں ذوالقرنین نے ایک مضبوط دیوار کے ذریعہ اس قوم کے فتنہ کا انسداد کر دیا۔ اسی طرح دوبارہ اس قوم کے فتنہ پیدا ہونے کے وقت بھی اللہ تعالیٰ مہدی و مسیح دو زرد چادروں والے ذوالقرنین کے ذریعہ ایک زبردست علمی دیوار قائم کردیگا۔ جس کی حفاظت و پناہ میں ہوکر اس وقت لوگ دجال کا خوب مقابلہ کرینگے۔ اور بالآخر وعدہ الٰہی کے مطابق فتح پائینگے۔

پس سورۂ کہف میں اس زبردست پیشگوئی کے بیان فرمانے کے بعد آیندہ تین سورتوں میں ان تین صفات تنزیہیہ کی تفصیل توضیح کیجائیگی۔ چنانچہ لم یتخذ ولدًا کی تشریح سورۂ مریم میں ہے۔ اور لم یکن لہ شریك فی الملك کی توضیح طٰہٰ میں ہے۔ چنانچہ ابتداء سورۃ میں تنزیل قرآن کا تذکرہ فرمانے کے بعد فرمایا۔ الرحمٰن علی العرش استوی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری۔ اس کے بعد سورۂ انبیاء میں ولم یکن لہ ولی من الذل کی تشریح آئیگی یعنی اس کی سلطنت کمزور نہیں تاکہ اسے دوسروں کی امداد کی احتیاج ہو بلکہ نہایت ہی زبردست اور مضبوط حکومت ہے۔ دیکھیئے اپنے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں سے کس طرح حساب لیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اقترب للناس حسابھم الآیۃ ان تینوں مضامین کی تشریح کے بعد سورۂ حج میں کبرہ تکبیرًا کی تشریح آئیگی۔ یعنی عظمت وکبریاء الٰہی کا دستور بیان ہوگا۔ اور اس امر پر روشنی ڈالی جائیگی کہ تکبیر الٰہی کس طرح کیجا سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے دو اصول بیان فرمائے گئے۔ (۱) ایک حج یعنی مرکز اسلام پر جمع ہوکر ذکر الٰہی اور تعظیم شعائر اللہ کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ چنانچہ ذکر حج کے بعد اسی فلسفہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ دیکھو آیت ۲۸ لغایت ۳۷ ان میں گویا تکبیر الٰہی کی نوعیت کا بیان ہے۔ (۲) دوسرا قانون تکبیر الٰہی کیلئے جہاد کو بیان فرمایا[1]

---

[1] اس جہاد کی حالات زمانہ کے لحاظ سے مختلف صورتیں ہونگی۔ جب کوئی قوم اپنے دور جہالت میں مسلم کی راہ تبلیغ واشاعت میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے وحشیانہ طریق سے نبرد آزما ہونے لگے تو اس کی مدافعت کیلئے مجبورًا اسی رنگ میں جہاد سیفی کی ضرورت ہوگی۔ لیکن جب زمانہ امن وآزادی اور ترقی وتہذیب کے دور سے گذر رہا ہو۔ اور ہر مذہب وملت کو اشاعت وتبلیغ کے لئے کامل آزادی ہو۔ تو اسوقت جس جہاد کی ضرورت ہے۔ وہ جہاد علمی۔ حجج وبراہین اور دلائل وبینات کا جہاد ہے۔ اور حقیقت میں دلائل وبینات ہی وہ زبردست ہتھیار ہیں۔ جن کا مقابلہ ظاہری تلواریں نہیں کر سکتیں۔ مادی تلوار کا وار تو صرف جسم انسانی پر پڑتا ہے۔ اور اسے زندگی سے موت کی طرف لے جاتا ہے۔ مگر علمی تلوار کا وار جسم اور بدن پر نہیں۔ بلکہ روح اور قلب پر پڑتا ہے۔ اور اپنے دم مسیحائی سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(آیت عـــ) کیونکہ اسی کے ذریعہ عالم میں نظام اصلح پیدا کیا جا کر امن و آزادی سے تکبیر الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیا جا سکتا ہے۔ اس فلسفہ کا تذکرہ یوں فرمایا :-

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھُدِّمت صوامع و بیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرًا ولینصرن اللہ من ینصرہٗ ان اللہ لقوی عزیز (حج :)

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے حملہ سے نہ ہٹاتا تو راہبوں کے خلوت خانے اور عیسائیوں کے گرجے اور یہود کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں گرا دی جاتیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے۔ بیشک خدا ہی زبردست و غالب ہے۔

اور جب کہیں اُمّت مسلمہ کے افراد اس کوچہ میں قدم رکھتے ہیں تو اس سے ان کا مقصد ملک گیری اور ہوس استعماری نہیں ہوتا بلکہ مذہبی آزادی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ امن و اطمینان سے وہ اپنے فرائض مذہبی بجا لا سکیں۔ چنانچہ آگے اسی کا ارشاد ہے :-

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصّلٰوۃ و اٰتوا الزکٰوۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (حج:)

مسلمانوں کو اگر ہم کسی ملک میں اقتدار دیتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور انجامکار تو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

ارشاد بالا میں اُمّت مسلمہ کے فرائض زندگی کو تین نظاموں میں منقسم کیا گیا ہے۔ نظام عُبادات۔ نظام مالیات۔ نظام تبلیغ۔ ان میں سے دو اوّلین نظامات سے تو اُمّت کی حیات وابستہ ہے اور تیسرے نظام سے حیات ملّت۔ ان تینوں نظاموں کے مجموعہ کا قیام و بقاء کبرہ تکبیرًا کی عملی تشریح اور حقیقی تفسیر ہے ؏

واٰخر دعونا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین۰

(محمد عبد اللطیف خانپور)

بقایا دار توجہ کریں جن احباب نے تاحال رسالہ کا چندہ کئی سال سے ادا نہیں کیا۔ اور ماہ فروری کے وی پی بھی واپس کر دیئے ہیں۔ اور ان کے ذمے بہت بقایا ہے وہ مہربانی فرما کر چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر برموقعہ امداد دیں ؏

(مینجر ریویو اُردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدارج قرآن و حدیث کے متعلق اہل حدیث کا عقیدہ

ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:-

(۱) "اور یہ امر بھی تمام اہل انصاف دور از اعتساف پر ہویدا ہو۔ کہ تمام علوم شرعیہ، دلائل سمعیہ کا پیشوا ومقتدا حدیث کلام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔ کل احکام فقہیہ اور مسائل فرعیہ بمنزلہ جسم اور حدیث ان کیلئے جان و قلب سلیم ہے۔ فروعات فقہیہ اور روایات سمعیہ وہی قابل سند و اعتبار ہیں۔ جو اصول حدیث سے مستند و بے انکار ہیں۔ عبادات میں بھی یہی حدیث شریف اصل اصول ہے اور معاملات میں بھی یہی مستند و مقبول ہے۔ اگر اسرار و کشفیات صوفیا کرام ہیں۔ تو وہ بھی بلا سند از حدیث پسند نہیں۔ اور جو کسی صاحب کے حالات و مکاشفات ہیں۔ مگر مخالف حدیث تو بھی قابل نصیحت و پسند نہیں۔ غرضیکہ حدیث ہی اصل اصول جملہ عقاید و احکام اور سنت سنیہ ہے۔ مرکز دائرہ حلال و حرام ہے۔ خلاف اس کا مردود از درگاہ معبود ہے" [1]

(۲) "اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف پر یہ امر ہویدا ہے۔ کہ تمام شرعیہ و دلائل سمعیہ کا پیشوا و مقتدا حدیث امام الرسل سید الانس والجان ہے۔ اور کل روایات فرعیہ و احکام فقہیہ بمنزلہ جسم اور حدیث ان کا دل و جان۔ فروعات فقہیہ وہی معتبر و مختار ہونگی جو اصول حدیث سے مشید و پائدار ہونگی۔ عبادات میں بھی حدیث شریف ہی اصل الاصول ہے۔ اور معاملات میں بھی سُنّت نبی کریم سند مقبول۔ اگر اسرار و کشفیات صوفیہ کرام ہیں۔ تو ان کا مستند بھی احادیث خیر الانام ہیں۔ کس طرح کے حالات ہوں یا کیسی ہی مکاشفات اگر مخالف سنت سنیہ ہوں۔ تو خیالات ہیں اور آفات۔ حتیٰ کہ وجوہ تفاسیر و معانی قرآن مجید خلاف سُنّت غیر مقبول کہ من قال فی القراٰن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ حدیث واجب القبول ہے۔ عقائد اسلام میں بھی وہی کامل العیار ہیں۔ جو اس نقاد کامل یہاں سرہ وجید بے رد و انکار ہیں۔ ورنہ محض مردود و مطرود از دربار پروردگار ہیں۔ فذلک مرام حدیث النبی علیہ السلام ہی اصل الاصول جملہ عقائد و احکام ہے۔ اور سُنّت سنیہ ہی مرکز دائرہ حلال و حرام ہے۔" [2]

نوٹ:- اہل حدیث کے نزدیک سُنّت اور حدیث مترادف الفاظ ہیں۔

---

[1] توفیق الکلام فی القراٰۃ خلف الامام مؤلفہ محمد عبد الغفور اکبر آبادی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۱ھ ص ۲

[2] مقدمہ مصباح الادلۃ لدفع الادلۃ الاذلۃ مصنفہ سید محمد احسن مطبوعہ کلکتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) یجوز نسخ القرآن بالسنة المتواترة (سُنّت کی تعریف اہل حدیث کے نزدیک السنة شرعاً فهی قول النبی صلی الله علیه وسلم وفعله وتقریرهٗ حصول المأمول مصنّفہ نواب صدیق حسن خان صاحب ص۳۷ یعنی حدیث اور سُنّت مترادف ہی ہیں۔ چوہدری محمد شریف) عند الجمهور وهو مذهب ابی حنیفه وعامة المتکلمین وذهب الشافعی فی عامة کتبه کما قال ابن السمعانی الی انه لا یجوز نسخ القرآن بالسنة بحالٍ وان کانت متواترة وبه جزم الصیرفی والخفاف وقد استنکر جماعة من العلماء ما ذهب الیه الشافعی من المنع . . . .

. . . . ولا یخفاك انّ السنة شرع من الله عزو جل کما ان الکتاب شرع منه سبحانه وقد قال تعالیٰ وما اٰتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا وامر سبحانه باتباع رسوله فی غیر موضع فهذا بمجرده یدل علی ان السنة الثابتة عنه ثبوتا علی حد ثبوت الکتاب العزیز حکمها حکم القرآن فی النسخ وغیره ولیس فی العقل ما یمنع من ذلك ولا فی الشرع"[1]

ترجمہ:۔ جمہور کے نزدیک حدیث متواتر کے ساتھ قرآن کا نسخ جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ اور عام متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن امام شافعی رح کی اکثر کتب میں یہ ذکر ہے۔ کہ کسی صورت میں بھی حدیث کے ساتھ خواہ وہ متواتر ہو یا نہ ہو قرآن کا نسخ جائز نہیں۔ اور صیرفی اور خفاف کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن علماء کی ایک جماعت نے امام شافعی کی اس بات (کہ حدیث سے قرآن کا نسخ نہیں ہوسکتا) کا انکار کیا ہے۔ اور بُرا منایا ہے . . . .

. . . . اس عبارت میں امام شافعی رح کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ جتنا بڑا انسان ہو۔ اُتنی ہی بڑی غلطی اس کو لگتی ہے۔ (یعنی امام شافعی رح کو بہت بڑی غلطی لگی ہے) حالانکہ قرآن کا حدیث سے نسخ ہوسکتا ہے . . . .

. . . . نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات تو کسی پر بھی مخفی نہیں۔ کہ جس طرح قرآن مجید شریعت کی کتاب ہے۔ ویسے ہی حدیث بھی شریعت ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا۔ اور بہت سی دوسری جگہوں میں بھی اتباع رسول کا حکم دیا ہے۔ پس ان احکام قرآنی سے معلوم ہوا

---

[1] حصول المامول من علم الاصول صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸ مؤلفہ نواب صدیق حسن خان صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اگر متواتر حدیث ہو۔ تو وہ قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے (کیونکہ وہ بھی شریعت یہ بھی شریعت وہ بھی متواتر یہ بھی متواتر) اور عقل بھی یہی کہتی ہے۔ کہ سُنّت متواترہ سے قرآن کا کوئی حکم منسوخ ہو سکتا ہے اور شرع میں بھی ممنوع نہیں۔ پس سُنّت متواترہ کے ساتھ قرآن کا نسخ ہو سکتا ہے"۔

نوٹ:۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ کیونکہ قرآن کی آیت حدیث متواترہ سے منسوخ ہو سکتی ہے قرآن کا درجہ یہ نہیں۔ کہ وہ حدیث متواتر کو جو اسکے خلاف ہو غلط قرار دیدے۔

(۴) "وما ورد من طریق ثوبان فی الامر بعرض الاحادیث علی القرآن فقال یحیی بن معین انه موضوع وضعته الزنادقة وقال عبد الرحمٰن بن مهدی الخوارج وضعوا حدیث ما اتٰکم عنی فاعرضوہ علی کتاب اللّٰہ الیٰ اٰخرہ وقد عارض حدیث العرض قوم فقالوا عرضنا ھٰذا الحدیث علی کتاب اللّٰہ فخالفه لانا وجدنا فیه وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا قال الاوزاعی الکتاب احوج الی السنة من السنة الی الکتاب قال ابن عبد البر یرید انھا تقضی علیه تبین المراد منه وقال یحیی بن ابی کثیر السنة قاضیة علی الکتاب"[1]

ترجمہ:۔ یہ جو ثوبان سے مروی ہے۔ کہ احادیث کو قرآن پر پیش کرو اگر اس کے مطابق ہو۔ تو لے لو۔ ورنہ رد کر دو۔ اس حدیث کے متعلق یحییٰ بن معین کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور زندیقوں نے اسے وضع کیا ہے۔ اور عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا ہے۔ کہ اس کو خوارج نے وضع کیا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث قرآن مجید کے خلاف ہے۔ قرآن میں تو لکھا ہے۔ کہ جو کچھ رسول دے۔ اسے لیلو اور جس سے منع کرے۔ اس سے رک جاؤ۔ اور یہ حدیث کہتی ہے۔ کہ پہلے حدیث کو قرآن پر پیش کرو پھر اگر صحیح ہو تو قبول کرو ورنہ رد کر دو۔ اور یہ شرط قرآن میں نہیں۔ (بالکل غلط۔ یہ حدیث قرآن مجید کے کسی طرح بھی خلاف نہیں۔ بے شک فرماتا ہے ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا۔ لیکن کیا رسول خدا کے فرمودہ کے مخالف ہی فرمایا کرتا ہے؟ بلکہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے ما ینطق عن الھویٰ اِن ھو الا وحی یوحیٰ کہ جو کچھ رسول دین کے بارہ میں فرماتا ہے وہ بھی ایک قسم کی وحی ہے جسے ہم وحی خفی کہتے ہیں۔ تو کیا نعوذ باللہ یہ خدا تعالیٰ پر الزام نہیں آتا؟ کہ وہ وحی متلو میں تو کچھ فرماتا ہے۔ اور وحی غیر متلو میں کچھ اور۔ پس صحیح حدیث وہی ہو گی

[1] حصول المامول من علم الاصول ص۳۸ مؤلفہ سید نواب صدیق حسن خان صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو وحی متلو کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوگی۔ پس جب وحی خفی اور وحی متلو موافق ہونگی۔ تو کلام اللہ (قرآن) اور کلام رسول (حدیث) میں اختلاف نہیں ہوگا۔ اور رسول وہی کہیگا۔ جو اسے خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ یہی معنے ہیں ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا کے فافہم (چوہدری)

امام اوزاعی کہتے ہیں۔ کہ اس قدر حدیث قرآن مجید کی محتاج نہیں۔ جس قدر کہ قرآن مجید حدیث کا محتاج ہے۔ امام ابن عبد البر کہتے ہیں۔ کہ امام اوزاعی کے اس قول کا یہ مطلب ہے۔ کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اور اس سے ہی قرآن مجید کی مراد سمجھ آتی ہے۔ امام یحییٰ بن کثیر نے کہا ہے۔ کہ "السنة قاضية على الكتاب" یعنی حدیث قرآن مجید پر قاضی ہے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

(۵) "اس حدیث کو (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثله معه) دارمی نے نقل کیا ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے "السنة قاضية على كتاب الله" یعنی حدیث ان وجوہات اختلافات کا فیصلہ کرنے والی ہے۔ جو کتاب کے معانی مختلفہ سے لوگوں کے خیال میں آتے ہیں۔ پھر امام یحییٰ بن کثیر سے نقل کیا ہے" قال السنة قاضية على القرآن وليس القرآن بقاضٍ على السنة" یعنی حدیث قرآن کے وجوہات اختلافات کا فیصلہ کرنیوالی ہے۔ اور قرآن ایسا نہیں کرتا۔ کہ وہ حدیث کے وجوہ اختلافات کا فیصلہ کرے۔ یعنی اس لئے کہ خدمت خادم کا کام ہے نہ مخدوم کا (سبحان اللہ کیا دلیل ہے۔ ناقل) اور دارمی نے حسانؓ سے نقل کیا ہے قال كان جبرائيل ينزل على النبي صلى الله عليه وسلم بالسنة كما ينزل عليه القرآن یعنی حضرت جبرائیل جیسا کہ آنحضرت صلعم پر قرآن اُتارتے۔ ویسے ہی حدیث۔ اور سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے۔ انه حدث يوماً بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال رجل في كتاب الله ما يخالف هذا قال لا اراني احدثك عن رسول الله صلعم وتعرض فيه بكتاب الله كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم بكتاب الله منك۔

امام شعرانی نے منہج المبین میں کہا ہے۔ اجمعت الامة على ان السنة قاضية على كتاب الله" (یعنی اس بات پر تمام اُمت کا اجماع (بالکل غلط) ہے۔ کہ حدیث قرآن مجید پر قاضی ہے)

سه مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ بحوالہ الحق مباحثہ لدھیانہ مابین سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام و مولوی محمد حسین بٹالوی صفحہ ۵۵ و ۵۶ پرچہ نمبر ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم صحتِ احادیث کیلئے محک و معیار نہیں

(۶) "مہربان من! محدثین کیا کوئی محقق مسلمان حنفی یا شافعی مقلد یا غیر مقلد تصحیح روایات حدیثیہ کا معیار قرآن کریم کو نہیں ٹھیراتا۔ اور یہ نہیں کہتا۔ کہ جب کسی حدیث کی صحت پرکھنی ہو تو اس کو قرآن کریم کی موافقت یا مخالفت سے صحیح یا غیر صحیح قرار دیں۔ بلکہ معیار تصحیح وہ قوانین روایت ٹھیراتے ہیں۔ کہ ازانجملہ کسی قدر بیان ہو چکے ہیں۔"[1] (عدل۔ ضبط۔ عدم شذوذ اور عدم علت)

(۷) اب پھر کہتا ہوں۔ کہ قرآن ہمارا حکم امام میزان معیار قول فصل وغیرہ ہے۔ مگر آپ اپنے غیر یعنی لوگوں کے باہمی اختلافات و تنازعات پر جو رائے مبنی ہوں۔ اور حدیث صحیح تو خادم۔ مفسر قرآن اور وجوب عمل میں مثل قرآن ہے۔ وہ اس سے مخالف و متنازع نہیں۔ اور کسی مسلمان کا اس کی صحت قبول کرنے میں اختلاف نہیں۔ تو پھر اس کی صحت کا (قرآن) حکم و معیار و محک کیونکر ہو سکتا ہے"[2]

مندرجہ بالا تمام حوالجات صاف ہیں۔ اور کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رکھتے۔ ان سے صاف اور قطعی طور پر ظاہر ہے۔ کہ

(۱) قرآن مجید ایک مجمل کتاب ہے۔ اور حدیث کا سخت محتاج ہے اور

(۲) قرآن مجید پر حدیث قاضی ہے۔ جو فیصلہ حدیث کریگی وہی صحیح تسلیم ہوگا۔ اور وہی قابل قبول ہوگا۔

(۳) اور احادیث کی صحت کے پرکھنے کے لئے قرآن مجید معیار نہیں۔ کہ جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے۔ اسی کو صحیح تسلیم کیا جاوے۔ بلکہ احادیث کی صحت کے لئے اصول روایت کے لحاظ سے صحیح ہونا ضروری ہے۔

یہ تینوں خیالات اس قدر فضول۔ بیہودہ اور لچر ہیں۔ کہ محتاج بیان نہیں۔ ہر شخص جو قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام مانتا ہے۔ اور اس کے دل میں واقعی قرآن مجید کی عظمت و عزت ہے۔ وہ قرآن مجید کی اس ہتک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے اس کلام کو جو

---

[1] مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ بحوالہ الحق لدھیانہ ص۵

[2] مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ بحوالہ الحق مباحثہ لدھیانہ ص۶۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے مُنہ سے نکلا۔ اور یقینی اور قطعی کلام ہے اور جس کے اندر کسی قسم کا بھی ظن و شبہ نہیں۔ اور ہر جگہ لاریب فیہ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اور ببانگ بلند فأتوا بسورة من مثله کا چیلنج دے رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو حکم و عدل بیان کر رہا ہے۔ اور تبیاناً لکل شیٔ اور تفصیل کل شیٔ ہونے کا دعویٰ اور مہیمن ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ اور جمیع ضروریات انسان کا متکفل ہونے کا مدعی ہے۔ اس کی نسبت یہ خیال کیا جائے۔ کہ وہ مجمل ہے اور حدیث کا محتاج ہے۔ اور اس پر ایسے مجموعہ ظنیات کو جس کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ یقینی اور قطعی اور متواتر کلام ہے۔ قاضی قرار دیا جائے۔ اور جس کے اندر صدہا اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور جن کے متعلق یہ بھی معلوم ہے۔ کہ کئی ہزار حدیثیں اسی وجہ سے دنیا سے ناپید کر دی گئیں کہ وہ موضوع تھیں۔ اور زنادیق و خوارج نے انہیں وضع کیا تھا۔ اور کی صحت کے لئے قرآن مجید کو معیار نہ قرار دیا جائے۔

یہ باتیں اس شخص کے مُنہ سے نکل سکتی ہیں۔ جو یا تو قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور یا در پردہ اسے اسلام سے سخت دشمنی ہے۔ جسکی وجہ سے وہ قرآن مجید کی شان کو دُنیا کی نظروں سے گرانا چاہتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک مومن جو خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لائے۔ اور اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تسلیم کرے اور اس کی حکومت کو اپنے اوپر تسلیم کرے۔ اور اس کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھے۔ اور اس پر ایمان لانا سعادت دارین خیال کرے۔ اور اسے ہر زمانہ کے لئے تاقیامت تمام جہان کے لئے واجب العمل سمجھے۔ اور اس کے ایک ایک لفظ کو قطعی اور یقینی سمجھے۔ اس کے مُنہ سے یہ باتیں نکلیں۔ انہی لوگوں کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

ترکتم کلام اللہ خلف ظھورکم ٭ ترکتم یقیناً للظنون ففکروا

فصار کاثار عفت وتغیبت ٭ مدار نجات الناس یا متکبر

(اعجاز احمدی ص۵۵)

بقایادار توجہ کریں

جن خریداران ریویو اُردو کے نام وی پی کیے گئے اور واپس انکاری آ گئے وہ مہربانی فرما کر اپنا اپنا بقایا بذریعہ منی آرڈر ادا فرمائیں کئی دوستوں نے تو ابھی ۱۹۳۴ء کا چندہ بھی ادا نہیں کیا وہ اپنے فرض کو سمجھیں ٭

(مینیجر ریویو اُردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامِ حق

حضرت مسیحؑ کی دوبارہ آمد کے متعلق دانی ایل نبی کی مندرجہ ذیل پیشگوئی ہے۔ جس میں مسیحؑ کے زمانہ ظہور کی تعیین مذکور ہے:۔

"اُس (خدا) نے کہا۔ اے دانی ایل تو اپنی راہ چلا جا۔ کہ یہ باتیں آخر وقت تک بند و سربمہر رہیں گی۔ اور بہت لوگ پاک کیئے جائینگے اور سفید کیئے جائینگے اور آزمائے جائینگے۔ لیکن شریر شرارت کرتے رہینگے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھیگا پر دانشور سمجھیں گے۔ اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی۔ اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کیجائیگی ایک ہزار دو سو نوّے دن[1] ہونگے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے۔" (دانی ایل باب ۱۲ آیت ۱۰ تا ۱۳)

مسیح موعودؑ کے ظہور اور آخری زمانہ کی تعیین کرنے میں اس پیشگوئی کا مفہوم نہایت واضح ہے یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے مطابق سوختنی قربانی کے پابند تھے۔ اور ہیکل کے آگے بکرے ذبح کرکے آگ میں جلاتے تھے۔ مگر چھٹی صدی مسیحی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود نے اس قربانی پر عمل درآمد کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اور مذکورہ بالا پیشگوئی میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے دانی ایل نبی فرماتا ہے۔ کہ اسوقت سے کہ یہود اپنی رسم سوختنی قربانی کو چھوڑ دینگے ایک ہزار دو سو نوّے سال ہوں گے جب مسیح موعودؑ ظاہر ہوگا۔

دانی ایل نبی کی اس پیشگوئی اور بعض دیگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے پیش نظر اٹھارھویں صدی کے وسط میں مسیحی ہیئت دانوں اور علماء لاہوت نے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق مختلف حسابات لگائے ہیں۔ اور ان میں سے آخری حساب جو اپنے اندر علمی قواعد کی رُو سے وضاحت اور یقین بلکہ تحدّی کا رنگ رکھتا ہے وہ ہے جو انگلستان کے مشہور و معروف ہیئت دان مسٹر جے۔ بی۔ ڈمبل۔ بی نے انیسویں صدی کے آخر میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ اپنی تالیف "الیوم الموعود" (مطبوعہ ۱۸۹۳ء) کے صفحہ ۲۰۵ میں لکھتے ہیں:۔

"غیر قوموں کے اس زمانہ کا خاتمہ اور نئے زمانہ کا آغاز ۱۸۹۸ء سے ہے جس میں بنی نوع انسان کی مخلصی اور نجات مقدر ہے۔ اور جس میں "آسمانی بادشاہت" کی تکمیل مسیح کی آمد ثانی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور مجھے اپنے حساب پر اتنا یقین ہے۔ کہ میں اس کا اسی طرح انتظار کر رہا ہوں

[1] دن سے مراد ہزار سال ہے (دانی ایل کی کتاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس طرح اس بات کا انتظار کرتا ہوں۔ کہ کل عین دوپہر کے وقت گھڑی بارہ بجائیگی۔ کیونکہ میں نے اسے کل دوپہر کے وقت بارہ بجاتے دیکھا تھا۔ اور چونکہ اس زمانہ کے متعلق باقی پیشگوئیاں یکے بعد دیگرے پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے میں یہ یقین کرنے میں ذرہ بھی تردد محسوس نہیں کرتا۔ کہ دانیال نبی کی پیشگوئی کا آخری حصہ ٹھیک اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اور آنیوالا ۱۸۹۶ء میں آجائیگا بشرطیکہ اس سے پہلے نہ آجائے۔ کیونکہ یہ آخری حد ہے"

مسٹر جے۔ بی۔ ڈمبل۔ بی اور دیگر عیسائی علماء اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ سینگ جسے دانیال نبی کی ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق رومانی حکومتوں کی دس شاخوں کے بیچوں بیچ سے پیدا ہونا تھا دجالی حکومت ہے۔ اور اس کے ظاہر ہونے اور طاقت پکڑنے کی میعاد ایک مدت دو مدتیں اور آدھی مدت یعنی ۱۲۶۰ سال کا عرصہ ہے۔ اور یہ زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جب بیت المقدس کو تباہ کرنیوالی (رومانی) حکومت تباہ ہوگی۔ اور دائمی قربانی موقوف کیجائیگی۔ اور بیت المقدس میں یہود سوختنی قربانی گذرانا بند کردینگے۔ مؤرخ گبن کے بیان کے مطابق بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں ۶۳۷ ¾ سن عیسوی میں فتح ہوا۔ اور اس حساب سے اگر ۱۲۶۰ سال کا عرصہ شمار کیا جائے۔ تو ۱۸۹۷ ¾ آخری حد بنتی ہے۔ مگر مسٹر جے۔ بی۔ ڈمبل۔ بی اس میں چھ ماہ کا فرق نکال کر اس کو ۱۸۹۸ ½ ثابت کرتے ہیں اور ان کے حساب کی رُو سے یہ اس عرصہ کی آخری تاریخ ہے جس میں اس دجال کا ظہور مقدر ہے۔ جو حق تعالیٰ کے ان مقدسوں سے حکومت چھین لیگا۔ جن کے ہاتھ سے ازلی ابدی بادشاہت کی بنیاد پڑی۔ اور جن کے ذریعہ سے رومانی حکومت تباہ ہوئی۔

غرض مسٹر جے۔ بی۔ ڈمبل۔ بی اور دیگر عیسائی علماء اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ کہ دجال کا ظہور ۱۸۹۸ ½ تک ازبس ضروری ہے۔ اور اس عرصہ تک وہ ان مقدس لوگوں (مسلمانوں) کی طاقت کو پراگندہ کر چکا ہوگا۔ جن کے ذریعہ رومانی حکومتوں کا خاتمہ ہوا۔ تب مسیح موعودؑ نازل ہوگا۔ اور اس کے ہاتھوں دجال کی تباہی کا آغاز ہوگا۔

انیسویں صدی کے وسط اور آخری دس سالوں میں عیسائی علماء ہیئت دانوں کے اس اعلان نے عیسائی دنیا میں ایک شور برپا کردیا۔ اور سب کی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھیں اور اس عظیم الشان موعود کی انتظار میں لگ گئیں جس کے ہاتھ سے انبیاء کی "آسمانی بادشاہت" کا اپنی تکمیل کو پہنچنا مقدر تھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے حساب کی رُو سے بھی مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور تیرھویں صدی ہجری کے آخری دہاکہ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ جو انیسویں صدی عیسوی کے رُبع کے عین مطابق ہے۔ اسی طرح ہندو بھی کلجگ اوتار کے ظہور کا اسی زمانہ میں انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ آنے والا اپنے وقت مقررہ پر آگیا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغلوں میں اسلام کس طرح پھیلا

چنگیز جب خوارزم شاہ کی سلطنت کو پارہ پارہ کرکے خراسان اور ماوراءالنہر میں اسلام کو بے دست و پا کر چکا تو اس خیال سے کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے شیرازہ بند اُن کے پیشوایان دین ہی ہوتے ہیں اُس نے آئمہ اُمت کی بیخکنی پر کمر باندھ لی۔ بخارا کا شہرہ آفاق دینی مرکز ایک ہی دن میں علماء کرام کے فیض سے محروم ہو گیا۔ چنگیز خان کے حکم سے مولانا حافظ الدین رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے مجتہد اعظم تھے قتل کر دیئے گئے اور ایک بلند پایہ عالم مولانا شجاع الدین محمود محدثین و فقہا و صلحا کے ایک گروہ کثیر کے ساتھ جلاوطن کر کے قراقرم بھیجدیئے گئے۔ علماء کے اس غریب الوطن قافلہ میں مرزا محمد حیدر کے مرشد مولانا خواجہ احمد سے بزرگ بھی شامل تھے۔ ان کی اولاد مُدّتوں قراقرم میں رہی۔ آخر ایک سیاسی انقلاب کے دوران میں انہیں چنگیزی پایۂ تخت چھوڑنا پڑا اور قسمت کی نیرنگیاں انہیں کٹک میں لے آئیں جو ختن اور طرفان کے درمیان چغتائی مغلوں کی ایک مشہور بستی تھی۔ انہوں نے ایک مسجد بھی تعمیر کرلی تھی جس میں پانچوں وقت خدا کا نام بلند ہوتا تھا۔ اس برگزیدہ خاندان کے ایک سربرآوردہ رکن مولانا شیخ جمال الدین ایک خدارسیدہ بزرگ تھے۔ جنہیں گردونواح کے مغل بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

ایک دن نماز جمعہ کے بعد مولانا جمال الدین نے وعظ کیا اور خاتمہ پر کہا کہ یامعشر الناس مَیں نے بارہا تمھیں صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کی ہے لیکن تم کج سرشتوں پر میری باتوں کا مطلق کوئی اثر نہیں ہُوا۔ کارفرمایانِ قضاؤ قدر نے مجھے مہلت دی ہے کہ اس مغضوب قریہ سے ہجرت کرجاؤں اور آنیوالے عذاب سے محفوظ رہوں۔ تم لوگوں کے بھرے مجمع میں میرا یہ آخری وعظ ہے۔ مَیں اب تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہکر مولانا منبر سے اُتر آئے اور گھر جاکر سفر کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ یہ لوگ راتوں رات اس نواح سے نکل گئے اور کئی صعوبت انگیز منزلیں طے کر کے بائی کل مضافات میں داخل ہوئے جو کاشغر سے کوئی تین سو میل بجانب شمال و مشرق کوہستان تیان شان کے دامن میں آق سو کی آبادی کے قریب واقع تھا۔

تغلق تیمور خان ان دنوں آق سو میں مقیم تھا اور جب مولانا جمال الدین اس نواح میں آئے ہیں تو شکار کھیل رہا تھا۔ خان نے منادی کرادی تھی کہ سب لوگ آکر شکار میں شریک ہوں چنانچہ اس حکم کے بموجب اس علاقہ کی آبادی ساری اس کی رکاب میں تھی، یکایک اس کی نظر مولانا اور اُن کے رفیقوں پر پڑی۔ جو سب سے الگ تھلگ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کے حکم سے یہ گوشہ نشین جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشاں کشاں اُس کے سامنے لائی گئی اور اُس نے خشمگین لہجہ میں اُن سے اپنے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ دریافت کی، مولانا نے جواب دیا کہ پردیسی لوگ ہیں، ابھی ابھی کٹنک کی تباہ شدہ بستی سے آئے ہیں ہمیں علم نہ تھا کہ خان نے حکم دے رکھا ہے ایسی حالت میں ہم حکم عدولی کے خطاوار کیوں کر ہو سکتے ہیں، یہ معقول عذر سُن کر خان نے انہیں چھوڑ دیا۔ مگر غصّہ ابھی پوری طرح سے فرو نہ ہُوا تھا پہلے ایک شکاری کُتّے کی طرف جسے وہ اسوقت سؤر کی بوٹیاں کھلا رہا تھا اشارہ کرکے کہنے لگا کہ او بڈھے اچھا یہ بتا کہ تُو اس کُتّے سے اچھا ہے، یا یہ کُتّا تجھ سے اچھا ہے؟ مولانا نے ارشاد فرمایا اگر مجھ میں ایمان ہے تو مَیں کُتّے سے اچھا ہوں لیکن اگر نہیں ہے تو پھر کُتّا مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ معلوم نہیں یہ باتیں کس دل سے نکلی تھیں اور ان میں کس غضب کی تاثیر تھی کہ تغلق تیمور خان یا تو سراپا سنگ تھا یا سراسر موم ہو گیا اور اپنے ایک امیر کو حکم دیا کہ ان بزرگ کو اپنے گھوڑے پر سوار کرکے بعزت واحترام میرے خیمہ میں لے آؤ۔ مولانا جمال الدین جب تغلق تیمور خان کے خیمہ میں آئے تو اس نے آپ سے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو اگر انسان کے پاس موجود ہو تو اسے کُتّے سے بہتر بنا سکتی ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ وہ چیز اسلام ہے اور پھر اسلام کی حقیقت کھول کر کفر و ایمان کا فرق بتا کر مسلمان کے فرائض پوری شرح و بسط سے بیان کیئے، مولانا کی معرفت بھری تقریر کا ایک ایک لفظ درد میں ڈوبا ہُوا تھا۔ تغلق تیمور خان کے جگر پر بے اختیار چوٹ لگی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگے کہ یا شیخ ابھی میرے اختیارات محدود ہیں، جب میں خاقانی کی مسند پر بیٹھ جاؤں اور مجھے سیاہ و سفید کا اختیار حاصل ہو جائے تو آپ ضرور میرے پاس تشریف لائیں مَیں صدق دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اُسوقت مسلمان ہو جاؤنگا، یہ کہکر اُس نے مولانا کو بصد تکریم و تعظیم رخصت کیا۔

اس ملاقات سے کچھ دن پہلے مولانا جمال الدین نے خواب دیکھا کہ آپ ہاتھ میں ایک چراغ لیئے کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہیں اور چراغ کی روشنی ایسی تیز ہے کہ سارا مشرق اس سے جگمگا اٹھا ہے یہ خواب آپ نے اپنے بیٹے ارشد الدین کو سُنایا جو تورع اور ارتقا میں اپنے والد کے قدم بقدم تھے اور ان سے کہا کہ بیٹا زندگی کا کچھ اعتبار نہیں، مَیں چراغ سحری ہو رہا ہوں۔ معلوم نہیں کب دم نکل جائے۔ تغلق تیمور خان نے مسند نشین ہونے پر اسلام لانے کا وعدہ کیا ہے اگر مَیں اُسوقت دنیا میں موجود نہ ہوں تو تمہارا فرض ہوگا کہ یہ وعدہ اسے یاد دلاؤ۔ عجب نہیں کہ وہ تمہارے ہاتھ پر مشرف بایمان ہو جائے اور مشرق میں نور حق پھیلانے کی سعادت ازل سے تمہارا ہی حصّہ ہو چکی ہو۔ بیٹے کو یہ وصیّت کرنیکے بعد مولانا سفر آخرت کی گھڑیاں گننے لگے اور زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ یہ مرد خدا داعی اجل کو لبیک کہکر ملاء اعلیٰ سے جا ملا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۳۴۷ء میں امرائے دولت کے متفقہ فیصلہ نے تغلق تیمور خان کو مغولستان کا خاقان تجویز کیا اور اُس نے بڑے کروفر اور دبدبہ سے حکومت شروع کی۔ مولانا ارشد الدین یہ خبر سنتے ہی پایہ تخت کی طرف روانہ ہو گئے اور خاقان کی خدمت میں باریاب ہونا چاہا۔ لیکن ایک بے سروسامان درویش کو بادشاہوں کے دربار میں کیونکر رسائی ہو سکتی تھی۔ صاحب و دربان کی دار و گیر مانع آئی۔ اور آپ براہ راست خاقان تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن مولانا اپنی دُھن کے پکے تھے۔ جو کام التجاؤں سے نہ نکل سکتا تھا وہ ایک نعرۂ تکبیر سے نکل آیا۔ مولانا کا معمول تھا کہ خاقان کے خیمہ کے قریب پہنچکر پو پھٹتے ہی بڑے زور سے اذان دینے لگ جاتے تھے، جس کے جوش و خروش سے ساری وادی گونج اُٹھتی تھی۔

ایک صبح جب تغلق تیمور خان کی نیند اذان کے شور سے اچاٹ ہوئی تو اس نے اپنے پیش خدمتوں سے کہا کہ جاؤ اور اس گستاخ و بے ادب شخص کو جو ہمارے آرام میں روز خلل ڈالا کرتا ہے پکڑ کر لے آؤ۔ مولانا نے ابھی اذان ختم بھی نہ کی تھی کہ کچھ مغل پہنچے اور آپ کو گردنیاں دیتے ہوئے خاقان کے سامنے لے آئے جس نے چیں بجبیں ہو کر کہا کہ تم کون ہو جو ہر روز مُنہ اندھیرے ہمارے خیمہ کے پاس چلانے لگ جاتے ہو۔ اور ہمیں سونے نہیں دیتے۔ مولانا نے فرمایا کہ مَیں اس شخص کا بیٹا ہوں جسے آپنے ایک موقع پر اسلام قبول کرنے کا قول دیا تھا میرے والد تو واصل بحق ہو چکے ہیں۔ لیکن مجھے وصیت فرماتے گئے ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ وعدہ یاد دلاؤں۔ تغلق تیمور خان کو معًا اپنا پیمان یاد آ گیا۔ بستر سے اُٹھ کر مسند پر آ بیٹھا، اور مولانا کو بعقیدت تمام اپنے پہلو میں جگہ دیکر کہنے لگا کہ آپ کا آنا سر آنکھوں پر۔ مَیں تو تخت نشینی کے وقت سے ہی آپکے انتظار میں چشم براہ ہوں۔ اب آپ آ گئے ہیں فرمائیے مَیں کیا کروں۔ حضرت مولانا نے اسی وقت غسل کرا کر کلمہ طیّبہ شہادت پڑھایا اور فرمانروائے مغولستان دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا۔

اب ان دونو نے صلاح کی کہ سارے مغالستان میں اسلام کی اشاعت کرنی چاہیئے اور رائے یہ قرار پائی کہ خاقان ایک۔ ایک امیر کو الگ بُلا کر دین حق کی دعوت دے اور رفتہ رفتہ سب کو اپنے ساتھ ملا لے۔ کیونکہ سارے ملک کو ایک ساتھ تبدیل مذہب پر آمادہ کرنے میں فساد کا احتمال تھا۔ اسی طرح مغولستان کے تمام امیر ایک ایک کر کے اسلامی برادری میں داخل ہو گئے ❖ ماخوذ حقیقت

احباب ریویو اُردو کی توسیع اشاعت کے لئے پُوری کوشش کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوائیوں کا زیادہ استعمال نقصان دہ ہے

۱۔ ڈاکٹر اولیور وینڈل ہولس فرماتے ہیں:۔
اگر تمام میٹریا میڈیکا کی کتابیں (علم الادویات کی کتابیں) سمندر کی تہ میں غرق کر دیجائیں تو انسانیت کا بہت بھلا ہو سکتا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر بیلے آف لنڈن فرماتے ہیں:۔
میرا دوائیوں کے استعمال پر کوئی بشواش نہیں رہا ہے۔

۳۔ بنجمن رش ایم۔ ڈی سابق پروفیسران دی فسٹ میڈیکل کالج فلیڈلفیا (امریکہ) فرماتے ہیں:۔
مَیں جسمانی بیماریوں کے علاج کیلئے دوائیوں کے استعمال اور اُس کے اصولوں کو قطعی بے بنیاد اور ناپائیدار خیال کرتا ہوں۔ وہ طبیب زیادہ شہرت پاتے ہیں۔ جو دوائیوں کے استعمال کے ظالمانہ طریقہ سے آزاد ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ دوائیوں کے استعمال کے ذریعہ ہی مختلف بیماریوں کو مہلک شکل میں پہنچا دیتے ہیں۔

۴۔ ایڈنبرا (سکاٹ لینڈ) کے پروفیسر گرگورے صاحب فرماتے ہیں:۔
موجودہ دوائیوں کا استعمال ۹۹ فی صدی بیماریوں کے علاج میں جھوٹا ثابت ہُوا ہے۔ میری رائے میں موجودہ طریق علاج معالجہ میں زیادہ تر لغو اور بے معنی باتیں درج ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر رامیج فیلو آف دی رائل کالج فرماتے ہیں:۔
موجودہ طریق علاج اس علاج کی تعلیم دینے والے پروفیسر کیلئے ایک نہایت شرمناک امر ہے اس لئے ایسی تعلیم اور تعلیم دینے والوں کی جسقدر مخالفت کی جائے۔ اور دوائیوں کے استعمال پر انہیں جسقدر شرمندگی دلائی جاوے۔ وہ جائز ہے۔ کوئی دوا شاذ و نادر ہی فائدہ کرتی ہے۔ اکثر دوائیاں بیماریوں کو زیادہ بڑھا دینے کا موجب بنتی ہیں۔ مَیں پُوری بیخوفی کے ساتھ یہ ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر بیمار موجودہ حکیموں یا ڈاکٹروں کے زیر علاج نہ ہوں تو وہ زیادہ تندرست رہیں۔

۶۔ ڈبلن میڈیکل جرنل لکھتا ہے:۔
یہ ایک صداقت ہے کہ ہم جسے میڈیکل سائینس کہتے ہیں۔ وہ در اصل ناقابل اعتبار علم ہے میڈیکل سائینس مخالفانہ راؤں کا ایک بنڈل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۔ جومیسون گڈ ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس فرماتے ہیں:۔

سائینس آف میڈیسن (علم الادویات) ایک وحشیانہ چیز ہے۔ یہ ایک کھُلی حقیقت ہے۔ کہ لڑائی۔ وبا اور قحط کے ذریعہ اتنی جانیں ضائع نہیں ہوتیں جتنی دوائیوں کے استعمال سے ضائع ہوتی ہیں۔

۸۔ جیمس جانسن ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس ایڈیٹر میڈیکل چرُوگیکل ریویو فرماتے ہیں:۔

میں پورا یقین رکھتے ہوئے اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر علی الاعلان یہ ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا میں ایک بھی طبیب یا ڈاکٹر یا دوا ساز یا دوا فروش یا کمپونڈر نہ رہے۔ تو پھر اس وقت دنیا میں جسقدر بہتات میں بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ اسقدر بہتات میں بیماری ہرگز نہ رہے اور بیماریوں سے اس وقت جتنی موتیں ہوتی ہیں۔ اُتنی موتیں بھی ہرگز نہ ہوں۔

۹۔ پروفیسر سی۔ ای گلمان ایم۔ ڈی آف نیویارک کالج آف فزیشنس اینڈ سرجنس فرماتے ہیں:۔

انسانوں میں اس وقت جس قدر بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ۹۹ فیصدی بار باران انگریزی دوائیوں کے استعمال کے سبب سے ہیں۔ جو بچوّں کی بیماری میں بچپن سے ہی استعمال کی جانی شروع ہوجاتی ہیں۔

۱۰۔ پروفیسر ڈبلیو پارکر نیویارک کالج آف فزیشنس اینڈ سرجنس لکھتے ہیں:۔

ایلوپیتھی سائینس قطعی مشکوک یا ردّی ہے۔

۱۱۔ برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ کے موقعہ پر جو کہ ۱۹۰۱ء میں ہُوا تھا۔ ڈاکٹر جیمس فریڈگڈ ہارٹ ایم۔ ڈی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ بیماروں کو دوائیاں کیوں دیتے ہیں؟ اس کے جواب میں اُنہوں نے فرمایا کہ بہت سی صورتوں میں بیماروں کو دوائی اس لئے دیتے ہیں۔ کہ بیمار دوائی کے بِنا تسلّی نہیں پاتا یا ہم بیماری کے علاج کے متعلق اپنی ناواقفیت یا جہالت کو چھپانے کیلئے کوئی دوائی دیدیتے ہیں۔

۱۲۔ سر فریڈرک ٹرموس پارٹ جی۔ سی۔ وی۔ او۔ سی۔ پی۔ ایم۔ ڈی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس اپنے ایک تازہ بیان میں فرماتے ہیں:۔

وہ زمانہ جلدی آنے والا ہے۔ جبکہ دنیا میں دوائیوں کا نام ونشان نہ رہیگا۔

۱۳۔ پروفیسر ولیم اوسلر ایم۔ ڈی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ بی۔ آر۔ سی۔ پی ایک رسالہ میں لکھتے ہیں:۔

وہی اچھا ڈاکٹر ہے۔ جو یہ جانتا ہے کہ دوائیاں زیادہ تر ناکارہ اور جھوٹی ہیں۔

۱۴۔ اسی رسالہ کا مصنّف یہ کہتا ہے کہ صاف صاف کہانی تو یہ ہے۔ ہماری میٹریا میڈیکا بالکل نکمّی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۵۔ رسالہ "ہیلتھ فار آل" مارچ ۱۹۳۴ء میں سر ولیم اوسلر صاحب کی طرف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ "دوائیوں کے استعمال کے بارے میں اب میرا کوئی وشواس نہیں رہا۔ میں نے اب آخری نتیجہ یہ نکالا ہے کہ کوئی بھی دوا کسی بھی مرض میں ٹھیک طور پر مفید اور کارآمد ثابت نہیں ہوتی"۔

۱۶۔ رسالہ "ہیلتھ فار آل" ستمبر ۱۹۳۴ء میں ولیم لوکس این۔ ڈی کا یہ فرمان ہے کہ "امراض گردہ۔ جوڑوں کے درد۔ دمہ۔ بخار اور زکام وغیرہ میں بہت سی دوائیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ مگر کوئی بھی دوا ان بیماریوں کو نہ روک سکتی ہے اور نہ اچھا کر سکتی ہے۔ ہاں موجودہ زمانہ کی دوائیاں معمولی زکام کو بھی اچھا کرتے سے قاصر ہیں"۔ (جیون تت)

غیر مسلم مفکّرین حال کی آراء

در بارۂ اسلام و قرآن

برما کی بدھ قوم کے مشہور لیڈر مسٹر کھن مانگ فرماتے ہیں:۔

پیغمبرِ اسلام کا پیش کیا ہوا مذہب درحقیقت امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ پیغمبر اسلام نے کلمہ طیبہ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج ان پانچ ارکان کے ذریعے انسانی دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کی تعلیم دی اور انکی آخرت میں بھی چونکہ آج دنیا جنگ و جدل سے تنگ آگئی ہے اور قیام امن کیلئے بے قرار ہے۔ ہمارے لئے یہ امر بہت سود مند اور موجب مسرت ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کر کے اپنی مشکلات کو آسان بنا سکتے اور اپنی ضروریات میں اُن سے مدد لے سکتے ہیں۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اس طرح ظاہر کرونگا۔ کہ پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا مذہب تمام ادیان قدیم و جدید کا حاصل اور نچوڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام مخالفتوں کے باوجود حضرت محمد صلعم کو غلبہ حاصل ہوا۔ یہ تعلیمات جہاں ایک مرتبہ جگہ پکڑ لیتی ہیں تو روز بروز ماہ بماہ سال بہ سال صدی بہ صدی اور قرن بہ قرن آگے ہی بڑھتی جاتی اور شائع ہوتی جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تعلیمات اسلام کبھی پیچھے نہیں ہٹیں۔ بلکہ ہمیشہ آگے بڑھیں اور ترقی یافتہ ہوئیں۔ موجودہ زمانہ اگرچہ بانیٔ اسلام (صلعم) کے زمانے سے بہت دُور جا پڑا ہے۔ لیکن اب بھی ہماری نظراُن کے مساعی حسنہ کے نتائج کو پوری وضاحت سے دیکھ سکتی ہے۔ یہ ایک واقعیت ہے کہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات میں ایسی بہت سی چیزیں موجود ہیں جن سے ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں اور ان سے پورا فائدہ نہ اُٹھائیں تو ہمارے ذہنی افلاس میں کوئی شک نہیں رہیگا۔

مَیں یہاں اپنے مذہب کے صحیح اور غلط ہونیکے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ہمارا مذہب (بُدھ مت) موجودہ زمانہ اور اس کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ اب زمانہ کا مقتضا یہ ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سارا عالم انسانیت یکجا ہو کر ایک متحدہ قوم بن جائے۔

پیغمبر اسلام کے پیش کیئے ہوئے مذہب کی وجہ امتیاز یہ ہے۔ اس میں اعتقادی رسوم وضوابط کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح کا ایک ضابطۂ حیات ہے کہ انسان کی زندگی کو روزمرہ مزیّن کرتا ہے۔ اور وہ اپنے پیرو کو انسانی خدمت کے لئے متمدن اور کار آمد بناتا ہے۔ چنانچہ اسلام انسان کی رہنمائی کے لئے چند اصول پیش کرتا ہے۔ اور پھر اُن کو عمل کے سانچے میں ڈھال کر بروئے کار لاتا ہے۔

مَیں نے جو کچھ کہا اسلام کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بنا بریں مَیں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اسلام کا مستقبل ضرور شاندار ہو گا۔

اس کے علاوہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو نہ تو سائنس کی ترقیات سے کوئی خطرہ اور نہ تہذیب و تمدن کی وسعتوں سے متصادم ہونیکا اندیشہ۔ کیونکہ ان تعلیمات کی بنیاد اس قسم کے اعتقادات پر نہیں رکھی گئی جسکو سائنس متزلزل یا تہذیب و تمدن مسترد کر سکے۔ بانیٔ اسلام کی تعلیمات ان آلائشوں سے پاک ہیں۔

لہٰذا جو آدمی خدا کے وجود کا قائل ہے چاہے وہ اعلیٰ درجہ کا منطقی اور فلسفی ہو۔ مگر اسلام کے اس مرکزی رکن کے تسلیم کرنے میں۔ کہ خدا ایک ہے اور محمد (صلعم) اس کے فرستادہ ہیں ذرّہ بھر بھی تأمل نہ ہو گا۔

اخبار تیج کے ڈائرکٹر لالہ دیش بندھو فرماتے ہیں:۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شمار ان محترم ہستیوں میں ہے جو دنیا کا مشترک سرمایہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اسلام کے پیشوا تھے۔ اور آپ کی عمر کا اکثر حصّہ اسلام ہی کی نشر و اشاعت میں صرف ہوا تھا۔ لیکن آپ کی تعلیم میں ہمیں ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے پیروان اسلام کے علاوہ دوسرے لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔

ملک عرب، جہالت، غیر متمدنیت، بُت پرستی اور توہم پرستی کا مجسمہ تھا۔ شراب کو پانی کی طرح استعمال کرتا تھا۔ آج سے تیرہ سو سال پیشتر بت پرستی اور شراب نوشی کے خلاف جدّوجہد کرکے عرب کے صحرا نشینوں کو توحید پرست بنا دینا اور شراب نوشی کے ترک پر آمادہ کر دینا، دنیا کی تاریخ میں یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

میرے خیال میں وہ تمام احسانات جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عالمِ انسانیت پر کیئے ہیں۔ اگر وہ فراموش ہو جائیں تو یہ احسان بالکل قابل فراموش نہیں اور نہ مہذب دنیا اس بار احسان سے سبکدوش ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور فرماتے ہیں:۔

اسلام دُنیا کے چند عظیم الشان مذہبوں میں سے ایک مذہب ہے۔ اس لئے پیروانِ اسلام پر یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی سے اپنے دین کی عظمت ثابت کریں۔

اس ملک میں جو دو قومیں آباد ہیں ان کے درمیان مصالحت کی واحد امید اس بات پر منحصر نہیں ہے کہ وہ اپنی ذہانت سے اپنے قومی مفاد کو حاصل کریں۔ بلکہ اس ابدی فیضان کے رُوحانی سرچشمے پر منحصر ہے۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے حاملین صداقت کی ناقابل فنا سیر توں سے اُبل رہا ہے۔ وہ خدا کے دوست، عالمِ انسانیت کے محبّ، اخلاق عالیہ اور صفاتِ برگزیدہ والے تھے۔

مسٹر سیتہ مُورتی فرماتے ہیں:۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن اقوام میں کام کیا ہے۔ اگر ان کے طبائع اور حالات کو پیش نظر رکھ کر غور کیا جائے تو لامحالہ کہنا پڑیگا کہ پیغمبر اسلام نے کس مادے سے کیا چیز بنائی ہے۔ اس زمانے میں متعدد خداؤں کی پرستش ہوتی تھی لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توحید الٰہی کو پیش کیا۔

وحدانیت کا مسئلہ ایک طرف ایرانیوں کے ذہنوں کے دوسری طرف عیسائیوں کے عقاید کے تیسرے تخیلاتِ عرب کے بالکل مخالف تھا۔ ان حالات میں پیغمبر اسلام نے سب سے پہلے وحدت الٰہی کا شاندار تخیل عربوں کے سامنے پیش کیا۔ اسلام کی تاریخ میں جو واقعات گذرے ہیں وہ جس طرح کے بھی ہوں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ پیغمبر اسلام نے جو مذہب پیش کیا ہے وہ رواداری کا مذہب ہے۔

پیغمبر اسلام دوسرے مذاہب کو نظر احترام سے دیکھتے تھے۔ باوجودیکہ آپنے یہ فرمایا ہے کہ آپ کا پیش کیا ہُوا مذہب دوسرے تمام مذاہب کی نسبت صادق اور صحیح ہے جس نے قرآن کو پڑھا ہے وہ میرے اس خیال کی تصدیق کریگا۔

اس لئے ضروری ہے کہ غیر مسلم اس مذہب کی صداقت کو محسوس کریں۔ تاکہ ہندوستان کی مختلف قومیں اپنی زندگی امن وامان اور صلح وصفائی سے بسر کر سکیں۔ (حمایت)

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہارات دینے کیلئے بہترین موقع ہے۔

ضمیمہ دو صفحے ۱۲ ار سینٹی میٹر کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

	ایک صفحہ	نصف صفحہ
سالانہ	۴۰ روپے	۲۲ روپے
چھ ماہ	〃 ۲۳ روپے	۱۲ روپے
تین ماہ	〃 ۱۲ روپے	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ½۴ روپے ، نصف صفحہ ½۲ روپے ، فی سطر ۴ر

مینجر ریویو اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویوز

خطبات محمود برادر محمد شفیع صاحب مالک نور اینڈ کو امرتسر نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے خطبات کتابی صورت میں چھاپنے شروع کیئے ہیں یہ ایک نہایت مبارک اور قیمتی سِلسِلہ ہے اگر برادران جماعت احمدیہ قدردانی فرمائیں تو چند ضخیم مجلدات تیار ہونگی جو ہدایت و عرفان کا ذخیرہ ہوگا۔ یہ جلد $\frac{18 \times 22}{8}$ تقطیع ۱۶۸ صفحے حجم ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ بجائے مارچ ۱۹۱۴ء کے جون ۱۹۱۴ء سے کیوں خطبات شروع کیئے ہیں۔ مندرجہ بالا پتے سے منگوائیں قیمت فی جلد ۸ر

رہنمائے انجکشن مصنفہ ممتاز الاطباء ڈاکٹر مختار احمد صاحب ممتاز۔ قیمت ۱۲ر $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۸۴ صفحات۔ یہ علاج بذریعہ پچکاری کی طرف رہبری کرنے والی کتاب ہے۔ جب دوائی کھلانا مشکل ہو تو اس صورت میں بذریعہ انجکشن دوائی کو جسم میں داخل کر کے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ اس طریق علاج کی رہبری کریگا۔ اور فوائد بتائیگا۔ ملنے کا پتہ:-

دواخانہ طب جدید میو روڈ لاہور

مُسلم راجپوت یہ اخبار راجپوت برادری کا ہے جس کی عنوان ادرات منشی مولا بخش صاحب کشتہ کے ہونہار فرزند محمد افضل خاں صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ ماشاء اللہ خوب ایڈٹ کرتے ہیں۔ مُسلم راجپوت کا سالنامہ بھی (قیمتی ایک روپیہ) ایک عجیب چیز ہے۔ اخبار ہفتہ وار ہے قیمت چار روپے سالانہ۔ فرقہ بندی کے جھگڑوں سے آزاد رکھا گیا ہے۔ راجپوت برادری کو یہ اخبار ضرور خریدنا چاہیئے ؛

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن کی جنتری و کلینڈر ہمارے رسالے میں ایک اشتہار سالہا سال سے مستقل طور پر ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن کا چھپتا ہے۔ یہ اسٹار ٹریڈ مارک کی فارم بہت معتبر ہے۔ اسکی دوائیوں سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ آپ ہر سال ایک جنتری بھی چھاپتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء کی جنتری چھپی ہے جو بلاقیمت مفت ملتی ہے اور کلینڈر بھی بہت خوبصورت ہے۔ جس میں تاریخوں کے علاوہ دو دو دیدہ زیب تصاویر ہیں۔ ناظرین منگواکر فائدہ اُٹھائیں ؛

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت ۲۴ سال سے نہایت خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ، سرپرستی ابو الشفاء حضرت علامہ حکیم احمد الدین صاحب استاذ الاطباء موجد طب جدید و پرنسپل طبیہ کالج شاہدرہ اپنے جدید طبی اصول فن کے لحاظ سے نہایت ہی ٹھوس اور صحیح علمی و فنی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس کا نہایت ہی عظیم الشان سالانہ جلسہ

[illegible] تاریخ ۱۹-۲۰-۲۱ اپریل ۱۹۳۵ء [illegible]

ریویو آف ریلیجنز اردو - قادیان دارالامان - مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

ڈابر ڈاکٹر ایس - کے - برمن لمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR (REGD)

ستارہ ٹریڈ مارک

ڈابر دراکشارشٹ

REGD

(جسم میں چستی پیدا کرتا بھوک بڑھاتا اور کمزوری رفع کرتا ہے)

دوسرے دراکشاشو - دراکشارشٹوں سے یہ زیادہ مفید ہے - کیونکہ اس میں انگور کافی مقدار میں پڑا ہے - کھانے میں خوش ذائقہ ہے - یہ سب کے لئے یکساں مفید ہے - اسکے استعمال سے قوی جسمانی طاقتور چست ہوکر چہرہ پر رونق و بشاشت آتی اور دل بشاش رہتا ہے - قیمت نصف سیر کی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ - محصول ڈاک ایک روپیہ دو آنہ عہ

سوپن ہری

REGD

(احتلام کی گولی)

اس میں جوش پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے - دماغ کی کمزوری - چہرہ اور دل کی اداسی قوت حافظہ کی کمی وغیرہ - نیز احتلام کی خرابیوں کو دور کرکے اپنا اثر جلد دکھاتی ہے -
قیمت فی شیشی ایک روپیہ دو آنہ عہ - محصول ڈاک سات آنہ ۷ر

ڈابر جنتری سنہ ۱۹۳۵ء بلا قیمت مفت منگا کر ملاحظہ کیجیے

نوٹ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈا۔بر نام ضرور دیکھ لیں -

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ - گورداسپور کے ایجنٹ شیخ محمد وارث مرچنٹ

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔